

توبہ و استغفار کی فضیلت

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: واللہ انی لأستغفر اللہ وأتوب فی الیوم
أکثر من سبعین مرۃ (بخاری: ۲۰۷۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم
میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔“

قرآن وحدیث میں توبہ و استغفار کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جب کسی باعمل مذہبی انسان کو کوئی رنج و غم اور تکلیف پہنچتی ہے تو وہ سب سے پہلے دعا
توبہ و استغفار اور دو کا سہارا لیتا ہے۔ ایک باعمل مسلمان رات دن میں پانچ وقتوں کی نماز میں جو سورتیں اور دعائیں پڑھتا ہے وہ سب کی سب استغفار اور
دعا ہی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح وشام کے دیگر اوقات میں دعائیں پڑھنے اور اوراد و وظائف کا اہتمام کرنے اور فرض نماز
کے بعد دعائیں پڑھنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ سے بخشش طلب کرنا، توبہ کرنا، اس سے مدد مانگنا بندے کا اپنے رب پر ایمان کامل کی دلیل ہے۔ ایک حدیث میں
استغفار کی فضیلت ان لفظوں میں بیان کی گئی ہے۔ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ سید الاستغفار یہ ہے کہ تو یوں
کہے۔ ”اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعود بک من شر ما صنعت
ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت یعنی اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے
ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں، میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں، ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے
کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں، مجھ پر تیری جو نعمتیں ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں، میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ معاف نہیں کرتا،“ نبی نے فرمایا
کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا
کے الفاظ پر یقین کرتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر صبح ہونے سے پہلے انتقال کر گیا تو وہ جنتی ہے“ (بخاری: ۲۰۷۰)

اللہ کے حضور گناہوں سے توبہ اور استغفار اور اس سے مدد طلب کرنے سے وہ مشکل کو آسان اور زندگی کی دوسری آزمائشوں سے نجات دے دیتا ہے۔
قرآن میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (سورہ الطلاق: ۲) جو اللہ پر اور قیامت کے
دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے چھ نکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔“

جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و زیادتی کے چنگل اور غلامی سے آزاد کرانے کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے نبی موسیٰ
علیہ السلام کی رہنمائی فرمائی۔ وَ اَوْحَيْنَا اِلَىٰ مُوسَىٰ وَ اَخِيهِ اَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَْا بِمِصْرَ بِيُوتًا وَ اجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَ اَقِيمُوا الصَّلَاةَ
وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ یونس: ۸۷) ”اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے مصر میں گھر برقرار رکھو اور تم
سب اپنے ان ہی گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو اور آپ مسلمانوں کو بشارت دے دیں“

دعا، استغفار اور توبہ مومن بندے کے لئے ہر پریشانی، الجھنوں اور آزمائشوں سے بچنے کا سب سے بڑا ذریعہ اور سہارا ہے اس لئے اپنے مسائل اور
مشکلات کو دور کرنے کے لئے ہر مومن کو تدبیر کے ساتھ ساتھ دعائے استغفار اور توبہ کا سہارا لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سبھی کو استغفار اور توبہ کی
اہمیت و فضیلت کو سمجھنے اور صبح وشام ذکر و اذکار اور مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔

☆☆☆

رمضان ماہِ صوم اور یمن و امان

اسلامی تعلیمات کے فیوض و برکات عام حالات اور اوقات میں عمومی ہیں۔ عام اوقات میں جو بارش ہوتی ہے اس میں بلا تفریق سب کو فیض پہنچتا ہے۔ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ کے فیضان باد و باراں سے سب فیض یاب و سیراب ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ سب کا خالق و مالک ہے، وہ اپنی مخلوق کو پیدا کرنے میں حکیم اور مالک و مختار ہے۔ اسی طرح وہ اس کی تدبیر کرنے، اس میں تصرف کرنے اور اس کی حاجت و ضرورت کو پورا کرنے میں بھی مالک و مختار اور مامل و مسئول ہے۔ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ مومنوں کے لیے بے شمار مواقع فتح و نصرت اور کامرانی و کامیابی لے کر آتا ہے، شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جنت کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔ نیکیاں اور خزانے سمیٹنے والوں کے لیے کھلی چھوٹ بلکہ پکار ہوتی ہے کہ آگے بڑھو اور برا کرنے والوں کو برائی سے رکنے کی ہدایت اور تنبیہ ہوتی ہے۔ روزہ رکھنے کی وجہ سے بندہ بے انتہا دولت و حسنات کے انعام و اکرام سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ افطاری وقت پر کرنے، کرانے سے بندہ مومن سراپا رحمتوں میں ہوتا، خوشیاں بھرتا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ملنے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرتا ہے۔ روزے دار کو افطار کرانے والا روزے دار کے برابر ثواب بھرتا ہے۔ سحری کھا کر اللہ کو خوش کرتا اور برکت حاصل کرتا ہے۔ تراویح اور قیام اللیل کے ذریعہ گناہوں کے بوجھ سے چھٹکارا اور مغفرت و بخشش کا پروانہ حاصل کر لیتا ہے۔ تلاوت کلام پاک کے ذریعہ بلند یوں کو سر کرتا اور دامن مراد کو بھر لیتا ہے۔ صدقہ و خیرات کے ذریعہ غریبوں کا دل جیتتا، جنت خریدتا اور مصیبت و بلا کو ٹال دیتا ہے۔ مصائب و امراض سے نجات پاتا ہے۔ صحت و تندرستی کی

اصغر علی امام مہدی سلفی

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

۲	درس حدیث
۳	اداریہ
۶	ماہ رمضان کے فضائل و خصائص
۸	ماہ رمضان کے فیوض و برکات
۹	رمضان المبارک اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم
۱۴	سحری: احکام اور فوائد
۱۶	بیمار کا روزہ: مسائل و احکام
۱۸	روزہ اور میڈیکل سائنس
۲۲	والدین پر اولاد کے حقوق
۲۴	کیا حق کا معیار قلت و کثرت ہے؟
۲۶	مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کے دعوتی و تنظیمی دورے
۲۹	مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز
۳۰	ہیڈ کوارٹر کی سرگرمیاں
۳۱	اعلان داخلہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، نئی دہلی
۳۲	اپریل

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ	۱۵۰ روپے
فی شمارہ	۷ روپے
پاکستان	۵۰۰ روپے

بلا دعر بیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ: www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل: jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل: jamiatahlehadesshind@hotmail.com

جو بعض ناجیے سے سارے جہان کے لیے عام ہے۔ دیکھو! ہلال رمضان نظر آتے ہی مومن یہ دعا کرتا ہے یہ خوش خبری سب کو سناتا ہے۔ اللہم اہلہ علینا بالامن والایمان والسلامة والاسلام ربی وربک اللہ ہلال رشد و خیر (ترمذی و احمد)۔ اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند!) میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے۔ (اے اللہ!) یہ ہدایت اور بھلائی کا چاند ہو۔ یہ امن و شانتی کا پیغام کتنا عام ہے۔ جس کا محتاج پورا سنسار ہے۔ ساری مخلوقات ہے۔ ورنہ شرمستطیر اور فتنہ و فساد سے ساری مخلوقات ہلاکت و پریشانی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

یہ رمضان کا مہینہ قرآن کا مہینہ ہے۔ دیکھو! یہ قرآن سارے جہان کے لیے ہدایات الہی ہے۔ سارے انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ سارے انسانوں کے لیے اس میں ہدایت کے واضح دلائل اور ثبوت ہیں۔ سب سے اچھی اور خوشگوار زندگی گزارنے کا سامان ہے۔ سب سے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ دلوں اور جسموں کی بیماریوں کی شفا ہے۔ اس کو اپنا کرقو میں عروج و سر بلندی کے اعلیٰ مدارج سر کرتی ہیں اور کچھ ذلت و پستی کا شکار ہو کر ہلاک و برباد ہو جاتی ہیں۔ ساری دنیا حق کی متلاشی اور پیاسی ہے، ادیان کے جور و ظلم سے اکتا چکی ہے اور کسی امن و آشتی والے دین کے انتظار میں ہے اور وہ دین دین فطرت اسلام ہے، جو امن و سلامتی کا ضامن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ“ (البقرة: ۱۸۵) ”ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔

اسی قرآن حمید کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ کرو۔ ”إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ“ (الاسراء: ۹) ”یقیناً یہ قرآن وہ

گارٹی حاصل کرتا ہے۔ نفس کا تزکیہ کرتا اور آلائش جسمانی و روحانی سے ظاہر و باطن کو پاک کر صحت یاب کر لیتا ہے۔ صفائی ستھرائی اس کی زندگی کا لازمہ بن جاتا ہے۔ روح کی صفائی ایسی ہوتی ہے کہ وہ دل محبت الہی کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور آئینہ ایمان و اسلام قرار پاتا ہے۔ تقویٰ اور خشیت الہی کا سزاوار ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب بن جاتا ہے۔ دنیا جہان کی ساری مصیبتیں اس سے چھٹ اور ہٹ جاتی ہیں۔ اس کے لیے فوز و فلاح کے سارے راستے کھل جاتے ہیں۔ ترقی اور تعمیر کے مسدود راستے وا ہو جاتے ہیں۔ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچ جاتا ہے اور عام معافی و مغفرت کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔ جھوٹ، کذب و افتراء، کینہ و حسد اور دیگر ذائل اور خباثت سے پاک رہتا ہے اور اس طرح پورا معاشرہ بہت سی معاشرتی گندگیوں سے پاک و صاف اور پر امن رہتا ہے۔ لڑائی جھگڑے سے کوسوں دور ہوتا ہے بلکہ اگر کوئی آمادہ تکرار اور برسر پیکار بھی ہو رہا ہے تو صاف کہہ دیتا ہے کہ میں اس جھنجھٹ، جھمیلے اور دھوکے میں آ نہیں سکتا کہ میں صائم ہوں، یعنی جب رب کی دی ہوئی حلال روزی اور پاک پانی سے اپنے آپ کو روک رکھا ہے، تو جھگڑا، فساد، عداوت و دشمنی، حسد و کینہ اور سب و شتم سے کیسے نہ دور رہوں اور اس سے اپنے آپ پر کنٹرول کیوں کرنے کروں۔

شب قدر کی عظیم، عزت مآب اور قدر و منزلت والی رات جس کی عبادت ہزار راتوں سے بہتر ہے، جیسے انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔ زکوٰۃ و خیرات ادا کر کے اور درگزر جیسی صفات عالیہ اور اخلاق جمالیہ سے مزین ہو کر مال، جسم اور اعضاء و جوارح کو پاک کر لیتا ہے اور باب الریان کے خصوصی دروازے سے پکارے جانے کا مستحق قرار پاتا ہے۔ یہ سب مومنین صادقین صائمین کے لیے اللہ جل شانہ کی طرف سے خصوصی انعامات و اکرام ہیں لیکن یہ فیضان الہی صرف مومن بندوں کے لیے خاص نہیں ہے جو رمضان کے ماہ مبارک میں حاصل ہوتا ہے بلکہ یہ فیض عام ہے

میں کام آنے اور ان کا دکھ درد بانٹنے کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں عمرہ کو حج کے برابر بتایا گیا ہے اسی طرح اپنے ماتحتوں اور خادموں کے کاموں میں تخفیف کرنے اور تعاون کرنے کی حکمت بتائی اور نصیحت کی گئی۔

اس ماہ میں کثرت سے دعا کی جاتی ہے۔ جب بندہ اپنے اور پرانے کے لیے دعا کرتا ہے تو فقہائے حدیث رسول اکرم ﷺ کہ جو اپنے بھائی کے لیے غائبانہ پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے، اللہ جل شانہ کے مقرر کردہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی اسی طرح نواز دے جس طرح تم اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کر رہے ہو۔ کسی نے کیا خوب اس کی ترجمانی کی ہے۔

فتذكرو الاحباب عند دعائكم
فالحب بين الصادقين دعاء
ولقد ذكركم بالدعافى سجدتى
حتى نسيتم باننى المهموم

لہذا اللہ کی نعمتوں میں سے عظیم ترین نعمت اور وسیع ترین رزق یہ دعا ہے جو آپ کو بلا طلب اور بلا بتائے ملتی رہتی ہے اور اللہ کے نیک بندے غائبانہ آپ کے حق میں کریں یا آپ غیروں کے حق میں کریں وہ سب کچھ مل کر رہے گا۔ میرے پروردگار! ہمیں ایسے مخلصین عطا فرما جو ہمیں اپنی نیک دعاؤں میں غائبانہ یاد کرتے رہیں اور ان تمام بھائیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نواز دے جو ہمیں اپنی نیک دعاؤں میں نہیں بھولتے۔ اور ہم بھی انھیں نہ بھولیں خصوصاً اپنے مظلوم محتاج فلسطینی شامی عراقی یوکرینی وغیرہ مظلومین کو۔ اللہ تعالیٰ دولت ایمان سے سب کو مالا مال فرمادے، سب کی مغفرت فرمادے، ساری بیماریوں اور غم و غم سے نجات دے کر سعادت دارین سے شاد کام فرمادے۔ آمین۔ ویرحم اللہ عبدا قال آمینا.

☆☆☆

راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔“

اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ اس کتاب لاریب میں تردد کی ادنیٰ گنجائش نہیں۔ ”ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ“ (البقرہ: ۲) ”اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے میں) کوئی شک نہیں پر ہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔“

اس کتاب عظیم و پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ جل شانہ نے لے رکھی ہے۔ اس کے لیے اس نے اس کی حفاظت کے دسیوں طریقے اپنانے کی توفیق انسانوں کو دے رکھی ہے۔ اس کتاب کریم کو کوئی ناپاک انسان ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے۔ اس کے بارے میں شکوک و شبہات کے بازار گرم کرنے والے خود اپنی دنیا و آخرت بگاڑنے کے علاوہ اس کے ادنیٰ زیرو زبر اور فتح و کسرہ میں بھی ذرہ برابر ہیرا پھیری نہیں کر سکتے۔ ”لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ“ (فصلت: ۴۲) ”جس کے پاس باطل پھٹک نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے“

اب اقوام عالم، امت مسلمہ، امت دعوت و اجابت ہر حال میں سر بلندی اسی سے حاصل کرے گی اور جس کو ذلیل و خوار ہونا ہے وہ اسی کتاب کے ذریعہ سے ہلاک و برباد کی جائے گی۔ یہی معیار زندگی اور تعمیر و ترقی اقوام عالم ہے۔

یہ ماہ دعا و مناجات، کثرت عبادات، مساوات، مواسات، نصیحت و خیر خواہی اور باعث نجات ہے۔ اس کی ایک ایک عبادت انسانی ہمدردی، محبت و الفت اور انسانی اخوت و بھائی چارہ کا درس دیتی ہے۔ آج ملک اور دنیا کی بڑی آبادی بھکمری کا شکار ہے۔ روزہ کمزور، مظلوم، سیلاب زدہ، قحط زدہ، جنگ زدہ، جلاوطن شدہ اور آسمانی وزینی مصیبتوں کی ماری دنیا کے غم و اندوہ اور بھوک و پیاس کو شدت و ہمدردی سے محسوس کرانے والی عبادت ہے۔ اقوام عالم کے لیے مظلوم و مقہور کی مدد اور ان کی خبر گیری کے لیے بہترین مہینہ و نمونہ ہے۔ ان کے حق میں آہ و زاری کرنے، ان کی مصیبت

ماہ رمضان کے فضائل و خصائص

مولانا ابو جہان اشرف فیضی

۲۰۶۷، والبیہقی فی شعب الایمان: ۱۰۷۲، صحیح الترغیب: ۹۹۵، صحیح لغیرہ)

نیکوں کا موسم بہار: اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے نیکوں کو آسان فرمادیتا ہے، گناہوں سے بچنا آسان ہوتا ہے، اس لئے کہ گناہوں پر آمادہ کرنے والے سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جن زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، منادی پکارتا ہے اے بھلائی کے چاہنے والے! بھلائی کے کام پہ آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جا، کچھ لوگوں کو اللہ جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔ (سنن ترمذی ۲۸۲، ابن ماجہ ۱۶۳۲)

ہر ایک کا اپنا ایک موسم ہوتا ہے جس میں انسان خوب محنت کرتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، ایک تاجر تجارت کے موسم میں شب و روز محنت کر کے خوب کمانے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح رمضان کا مہینہ اہل ایمان کے لئے نیکیاں کمانے کا موسم بہار ہے، اہل ایمان کو چاہیے کہ اس مہینے کو قیمتی جان کر زیادہ سے زیادہ اعمال خیر انجام دے کر اپنے دامن کو نیکوں سے بھر لیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت کرائیں، اس احساس کے ساتھ اس مہینے کی مبارک ساعتوں کو گزاریں کہ کہیں یہ رمضان ہماری زندگی کا آخری رمضان نہ ہو، ہم غور کریں کہ گزشتہ رمضان میں کتنے ہمارے ایسے رشتے دار تھے جو ماہ رمضان ہمارے ساتھ گزارے مگر یہ رمضان آنے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے، آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں، اس لئے کہ ان قیمتی لمحات کو قیمت جان لیں اور موت سے پہلے اس دنیا کی زندگی میں سفر آخرت کے لئے اعمال صالحہ کا توشہ جمع کر لیں، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے قیمت جان لو جو ان کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مال داری کو محتاجی سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے (مستدرک حاکم ۸۴۶، بیہقی فی شعب الایمان ۱۰۴۸، صحیح ترغیب ۳۳۵۵)

رمضان ہجری کیلنڈر کے مطابق نواں مہینہ ہے، یہ بڑا مقدس، مبارک، اور معظم مہینہ ہے، نزول قرآن، رحمت و مغفرت اور جہنم سے آزادی کا مہینہ ہے، صدقات و خیرات، توبہ و استغفار اور دعاؤں کا مہینہ ہے، اس مہینے کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلة القدر ہے جس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے، نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کو اس مہینے کی آمد کی بشارت سناتے اور ماہ مبارک کی قدر کرنے کی تلقین کرتے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

یہ مہینہ آگیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کے خیر (بھلائی) سے محروم رہا اور اس کی بھلائی سے محروم وہی رہے گا جو (واقعی) محروم ہو۔ (سنن ابن ماجہ، حسن صحیح)

رمضان المبارک اللہ رب العالمین کی طرف سے

گراں قدر تحفہ، عظیم نعمت اور سعادت ہے:

اس نعمت عظمیٰ کو پا کر ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے تاکہ جب ماہ مبارک ہم سے رخصت ہو تو ہمارے گناہوں کی مغفرت ہو جائے، ورنہ اس نعمت کو پا کر اگر ہم اس کی قدر نہ کریں، اسے سال کے دیگر مہینوں کی طرح لہو و لعب میں گزار دیں تو ہم سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہوگا ارشاد نبوی ﷺ ہے: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: منبر لاؤ، ہم منبر لے آئے، جب نبی ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، اسی طرح جب تیسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، جب رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی، آپ ﷺ نے فرمایا: جناب جبریل میرے پاس آئے اور کہا: اس آدمی کے لئے ہلاکت ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی حاصل نہ کر سکا، اس کے جواب میں میں نے آمین کہی، پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جناب جبریل نے کہا: ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، میں نے اس کے جواب میں آمین کہی، پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جناب جبریل نے کہا: جس شخص نے اپنے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی، اس کے لئے بھی ہلاکت ہے، اس کے جواب میں میں نے کہا آمین (أخرجہ البخاری فی التاريخ الكبير: ۲۰۷، والحاکم:

قبول فرما، قرآن کہے گا اے رب! ہم نے اسے رات میں سونے سے روک رکھا تھا، لہذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش قبول فرمائے گا۔ (مسند احمد ۶۶۲۶، طبرانی ۱۳۸۲، مستدرک حاکم ۲۰۳۶) (صحیح بخاری)

مغفرت کا ذریعہ ہے: ارشاد نبوی ﷺ ہے: جو شخص ایمان کے ساتھ اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے گا اس کے ماقبل گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

گناہوں اور عذاب جہنم سے حفاظت: روزہ آگ سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہے جس طرح کہ تم میں سے کسی کے پاس لڑائی میں دشمن کے وار سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہوتی ہے۔ (سنن نسائی ۲۲۳۰-صحیح)

روزہ داروں کے لئے بے حساب اجر و ثواب ہے: ارشاد نبوی ﷺ ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر عمل آدمی کا گناہ ہوتا ہے، اس طرح کہ ایک نیکی دس تک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ سات سو تک بڑھتی ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے مگر روزہ سووہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دیتا ہوں اس لئے کہ میرا بندہ اپنی خواہشیں اور کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے، روزہ دار کو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اس کے افطار کے وقت، دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت، اور روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک بوئے مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۱۵۱)

روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ پاکیزہ: حدیث نبوی ﷺ ہے: اور تم ہے اس پروردگار کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۱۵۱)

روزہ دار صدیقین اور شہداء کے ساتھ: حدیث نبوی ﷺ ہے: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتلائیں کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور پچوٹتہ نمازیں قائم کروں، زکاۃ دوں، رمضان کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں میں قیام کروں تو میرا شمار کن میں ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں (مسند احمد، ابن خزیمہ ۲۲۱۲، ابن حبان ۳۴۳۸)

روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی: اہل ایمان کو چاہیے کہ ماہ رمضان میں بکثرت دعاؤں کا اہتمام کریں، اس لئے کہ ماہ رمضان میں خصوصی طور پر دعاؤں کی تعلیم دی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ آیات صیام کے ضمن میں آیت دعا بھی وارد ہے، بالخصوص افطار اور سحر کے وقت کیوں کہ یہ دونوں دعا کی قبولیت کے اوقات ہیں، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

یاد رکھیں کہ رمضان کے اعمال و عبادات مثلاً: نماز، روزہ، صدقات و خیرات، تراویح، اذکار، تلاوت قرآن مجید، دعا و مناجات وغیرہ جیسے مردوں کے لئے ہیں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہیں، ان اعمال کی ادائیگی پر جس طرح مردوں کو اجر و ثواب ملتا ہے اسی طرح خواتین کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے، لہذا مرد و خواتین سب کو اس ماہ مبارک کی قدر کرنی چاہیے اور اعمال صالحہ کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَأَسْتَجِبْ لَهُمْ رِبُّهُمْ أَنِّي لَا أَضِيعُ عَمَلٌ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مَّنْ ذَكَرٍ أَوْ نُفِي بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخِرُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (آل عمران: ۱۹۵)

پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، اس لئے وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کئے گئے، میں ضرور ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کروں گا اور بالیقین انہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، یہ ہے ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔ (آل عمران: ۱۹۵)

لیکن افسوس صد افسوس! بالخصوص بہت ساری خواتین رمضان کی عبادتوں سے غفلت اختیار کرتی ہیں، ان کے بیشتر اوقات گھر بیلو کام کاج، سحری و افطاری کی تیاری، شاپنگ اور موبائل فون کے استعمال میں گزرتے ہیں اور وہ مکاحقہ مستفید نہیں ہو پاتیں، بعض خواتین کسی طرح روزے کا اہتمام کر لیتی ہیں باقی دیگر اعمال سے محروم رہتی ہیں، خواتین کو جان لینا چاہیے کہ فضیلت کے یہ ایام زندگی میں بار بار نصیب نہیں ہوتے، اعمال صالحہ کے لئے رب العالمین سے توفیق طلب کریں۔ ماہ رمضان میں بہت سارے نیک اعمال ہیں جنہیں ہم انجام دے کر اپنے گناہوں کی مغفرت کرا سکتے ہیں۔

روزہ داروں کا مقام:

روزہ بے مثال عمل: روزہ وہ مبارک عمل ہے کہ اجر و ثواب اور فضیلت میں اس کے برابر کوئی دوسرا عمل نہیں، حدیث نبوی ﷺ ہے: ابو امامہ بابلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسی چیز کا حکم دیں جس سے اللہ مجھے فائدہ پہنچائے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم روزے کو لازم پکڑو کیوں کہ اس کے مثل کوئی دوسرا عمل نہیں۔ (سنن نسائی ۲۲۲۱، مسند احمد ۲۲۱۹)

قیامت کے دن روزہ کی سفارش: روزہ اور قرآن قیامت کے دن سفارش کریں گے: ارشاد نبوی ﷺ ہے: روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے دن میں کھانے پینے اور شہوت کے کام سے روک رکھا تھا، لہذا اس کے بارے میں میری شفاعت

ماہ رمضان کے فیوض و برکات

محمد صدر عالم عمری ایم۔ اے
حیدرآباد

دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں اور پھر کسی دروازے کو کھولا نہیں جاتا، ایک منادی کرنے والا کہتا ہے اے خیر کے چاہنے والے ذرا آگے بڑھ کہ نیکیوں کا موسم بہار آیا ہے، اور اے جرائم و معاصی کے عادی بدنصیب انسان ذرا اٹھ جا کہ اب رحیم و غفور سے گناہوں کی معافی طلب کر لے کیوں کہ توجہ و رجوع الی اللہ کی مبارک گھڑی آئی ہے۔ اور یہ اعلان ہر رات چلتا رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رضاء الہی کی نیت سے رمضان المبارک کے دروازے رکھے اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کرے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شعبان کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو خطاب کیا، اے لوگو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم اور مبارک مہینہ تمہیں عطا کیا ہے اس ماہ مبارک میں شب قدر ہے جو ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے کو فرض کیا اور قیام اللیل (تراویح) کو نفل قرار دیا ہے جو شخص اس ماہ میں خیر و بھلائی کرتا ہے اسے دوسرے مہینہ کے فرض کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے اور جو اس ماہ میں ایک فرض ادا کرتا ہے اسے دوسرے ماہ میں ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ابن خزیمہ، بیہقی)

مسلمانو! یہ ماہ رمضان خیر و برکت والا ہے اس کے آتے ہی ہر طرف نور کا سماں ہوتا ہے، کلیاں کھلتی ہیں، شگوفے پھوٹتے ہیں اور غنچے مسکراتے ہیں، شجر و حجر تسبیح خوانی میں محو نظر آتے ہیں، حضرت انسان کو یہ بشارت مل جاتی ہے کہ جنت کے دروازے مفتوح ہیں اس میں داخلہ کے لئے نیک اعمال کرو، جہنم کا دروازہ بند ہو چکا ہے اس سے دائمی بچاؤ کی فکر کرو، پوری انسانیت اس ماہ کو پاکر خوشیوں سے جھوم اٹھتی ہے، مومنوں کا دل پھولے نہیں سماتا، رحمت و مغفرت اور برکت سے دامن مراد کو بھر لینا چاہتا ہے، مرضات الہی کو پالینا چاہتا ہے۔ یہ جانتا ہے کہ اس مہینہ میں رحمت الہی کا ہمیشہ نزول ہوتا رہتا ہے اور کوئی بندہ مومن دربار الہی سے خائب و خاسر نہیں لوٹا یا جاتا، چنانچہ ہر مسلمان کو ماہ رمضان کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے بے قرار ہونا چاہیے، اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین

☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ: ۱۸۳) یعنی اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

ماہ رمضان آتے ہی ہمارے ذہن میں ایک مقدس عبادت روزہ کا خیال آتا ہے جو دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ روزے کی فرضیت یکم رمضان ۲ھ میں ہوئی اس کا اصل مقصد تقویٰ اور تزکیہ نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد مقامات پر اس کا حکم دیا ہے اور صاحب تقویٰ کے لئے بے شمار فیوض و برکات کا وعدہ کیا ہے جو خیر و برکت اور فتح و نصرت کا بہترین ذریعہ ہے اور صاحب تقویٰ کے لئے دنیا و آخرت میں امن و امان کی بشارت ہے۔

رمضان المبارک کی عظمت و شان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس ماہ مقدس میں اللہ کی کتاب قرآن مجید کا نزول ہوا جو خود اپنی ذات بابرکات میں ایک عظیم معجزہ ہے اس کے اثرات کے کمالات میں سے یہ ہے کہ کائنات میں جس کا تعلق اس کتاب سے وابستہ ہو جائے وہ اپنی مثال آپ ہو گیا، یہ قرآن مجید کی عظیم کرامت ہے کہ اس کی اثر انگیزی سے پہاڑ لرزاں، جنات ترساں اور پتھر دل انسان رحم دل، الفت و محبت کا پیکر بن جاتے ہیں اور بوریا نشیں قوم اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے پوری انسانیت سے برتر و اشرف، تہذیب و تمدن میں ترقی یافتہ خیال کی جاتی ہے۔

ماہ رمضان خیر و برکت کا مہینہ ہے، اس کے اندر ایسے پاکیزہ اعمال ہیں جن کو جن کو رضا کے جذبہ سے انجام دیا جائے تو زندگی بنی اور سنورتی ہے اس کے امتیازات و خصائص زیادہ ہیں ماہ رمضان میں روزہ ہو، قرآن مجید کی تلاوت ہو، رات کی عبادت ہو یا دعاؤں کی پاسداری ہو یہ سب حصول تقویٰ و پاکیزگی روح کے وسائل ہیں اور انفرادی حیثیت سے تطہیر اور اجتماعی طور پر عزم و استقامت کی پرسکون راہیں ہیں جن کو اختیار کرنے میں دونوں جہاں کی کامیابی و سعادت پہنا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو سرکش جن اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور جہنم کے تمام

رمضان المبارک اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم

صورت میں ہمیں کس درجہ اپنے خالق و مالک کی عبادت و بندگی کرنی چاہئے۔ کیا ہمیں عبادت میں ذرہ برابر بھی غفلت برتنی چاہئے؟ نیکی کا کوئی موقع فراموش کرنا چاہئے؟ ہرگز نہیں۔ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و بندگی کا کیا عالم ہوتا تھا۔ آپ کا لائحہ عمل کیا تھا۔ ذیل کے سطور میں چند امور کو مختصراً بیان کیا گیا ہے، تاکہ رمضان المبارک کی مناسبت سے ہم اپنا جائزہ لیں اور سنت نبوی کے مطابق ہم رمضان کا مہینہ گزار سکیں۔

(۱) افطار اور سحری کے تناول کا اہتمام: بہت سارے ایسے لوگ ہیں، جو روزہ تو رکھتے ہیں مگر سحری اور افطار کا اہتمام خاص نہیں کرتے، بالخصوص نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں ان دونوں امور سے متعلق لاپرواہی پائی جاتی ہے۔ مغرب کی نماز سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرمالتے، غروب آفتاب کے بعد ایک لمحہ بھی تاخیر نہیں کرتے تھے، افسوس ان لوگوں پر جو آفتاب کے غروب ہونے کے بعد بھی کئی منٹ کی تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔ فجر کی اذان سے قبل آپ سحری تناول کیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں سحری کے تعلق سے افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ جہاں ایک طرف بہت سارے مسلمان سحری کا اہتمام نہیں کرتے۔ سوئے ایسے کہ صبح ہو گئی۔ بھوکے پورا دن گزارتے ہیں۔ اور بھوک کی وجہ سے جسم میں کمزوری پائی جاتی ہے جس کا اثر نماز، تلاوت قرآن اور ذکر و اذکار پر نمایاں ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو سحری کے مسنون وقت سے کافی پہلے سحری کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے سنت پر عمل نہیں ہو پاتا، نیز ایسے لوگ بھی دن کے آخری پہر بھوک کی شدت محسوس کرتے ہیں، اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت پہلے سحری کرنے والے عام طور پر فجر کی نماز بھی باجماعت نہیں پڑھ پاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افطار تازہ کھجور، سوکھی کھجور یا پانی سے ہوا کرتا تھا۔ سحری میں بھی آپ کھجور کھانا پسند فرماتے تھے اور اسی کی ترغیب دوسروں کو بھی دیتے تھے۔ افطار کے وقت دسترخوان پر متنوع اقسام کے پکوان سجانا اور اس سلسلے میں ساری توانائی صرف کرنا سنت کے خلاف ہے۔ بیشتر لوگوں کی حالتوں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ عبادت سے زیادہ دلچسپی افطار سے ہوتی ہے۔ اس لئے روزہ دار کو افطار اور سحری کے معاملے میں سنت نبوی کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے اور کھانے پینے میں غلو اور اسراف سے بچنا چاہئے۔

افطار اور سحری سے متعلق بہت سارے نصوص وارد ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقات میں سب سے زیادہ اپنے رب کی معرفت اور اس کا حق ادا کرنے والے تھے۔ عبودیت اور بندگی کے معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس اعلیٰ مقام پر فائز تھے جہاں کوئی رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی ساری خطاؤں کو معاف فرمادیا تھا اس کے باوجود آپ کی عبادت کا حال یہ تھا کہ رات رات بھر نفل نماز کا اہتمام کرتے تھے، جس پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو تعجب بھی ہوتا تھا جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ”کیا مجھے اپنے رب کا شکر گزار بندہ بننا پسند نہیں ہے؟“۔ مطلب یہ کہ رب کی شکرگزاری کی خاطر قیام اللیل کا اہتمام خاص کیا کرتے تھے۔ آپ پھوٹ پھوٹ کر روتے اور مصیبت میں مبتلا شخص کی طرح دعا کیا کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن شحیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے کوئی بچہ چل رہی ہو“۔ (سنن ابوداؤد، ۹۰۴، حدیث صحیح) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آہ و بکا سے متعلق ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بڑی عجیب و غریب بات بیان کی ہے، فرماتی ہیں: ”ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تم مجھے میرے رب کی عبادت کے لئے (تنبہ) چھوڑ دو، تو عائشہ نے کہا: اللہ کی قسم میں آپ کے قریب رہنا پسند کرتی ہوں، اور میں ایسے عمل کو پسند کرتی ہوں جس سے آپ خوشی محسوس کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ نماز میں روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی گود، آپ کی داڑھی، نماز کی جگہ آپ کے آنسو سے بھگ گئی۔ (اسی حالت میں فجر کا وقت ہو گیا) بلال رضی اللہ عنہ نماز کے لئے اذان دینے آئے، جب آپ کو روتے دیکھا تو پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں رورہے ہیں؟ جبکہ اللہ پاک نے آپ کے سارے پچھلے اور اگلے گناہوں کو بخش دیا ہے تو آپ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟“۔ (صحیح ابن حبان، ۶۲۰، اسنادہ علی شرط مسلم) عبادت و طاعات کے تئیں جب آدم علیہ السلام کی اولاد کے سرداری کی حالت و کیفیت ہے تو بھلا ہماری حالت کیا ہونی چاہئے؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقینی طور پر اس بات کا علم تھا کہ وہ جنتی ہیں۔ ان کے تمام گناہ پر اللہ تعالیٰ نے معافی کا قلم پھیر دیا ہے۔ ہم شب و روز گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ نجات اخروی کے متعلق ہمارے پاس کوئی سٹوٹیکٹ بھی نہیں ہے۔ پھر ایسی

مروی ہے: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مغرب) پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے افطار کرتے تھے، اور اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر خشک کھجوریں بھی میسر نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔“ (جامع ترمذی: ۶۹۶) سیدنا ابو عقیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ”میں اور مسروق دونوں نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ہیں ان میں سے ایک افطاری میں جلدی کرتا ہے اور نماز میں جلدی کرتا ہے دوسرا سستی افطاری میں تاخیر کرتا ہے اور نماز میں بھی تاخیر کرتا ہے۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! کہ ان میں سے وہ کون ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں۔ سیدنا ابو عقیبہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ وہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی ابن مسعود، سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔“ (صحیح مسلم: ۲۵۵۶)

عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے (روزہ کی حالت میں) آپ نے ایک صاحب (بلال رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اتر کر میرے لئے ستو گھول لو، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ابھی سورج باقی ہے لیکن آپ کا حکم اب بھی یہی تھا کہ اتر کر میرے لئے ستو گھول لو، پھر آپ نے ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا جب تم دیکھو کہ رات یہاں سے شروع ہو چکی ہے تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہئے۔“ (صحیح بخاری: ۱۹۳۱) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے سحری کھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ سحری اور اذان میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا تو انہوں نے کہا کہ پچاس آیتیں (پڑھنے) کے موافق فاصلہ ہوتا تھا۔“ (صحیح بخاری: ۱۹۳۱)

(۲) افطار کے وقت دعا و مناجات: بہت سارے لوگ افطار کے وقت رنگ برنگے کھانے میں ایسے مشغول ہوتے ہیں کہ دعا کرنا بھی یاد نہیں رہتا۔ نوجوان طبقہ افطار کے آخری وقت تک سوشل میڈیا سے جڑا رہتا ہے۔ جبکہ افطار کے وقت کو غنیمت جانتے ہوئے پورے الحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے“ *ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الأجر ان شاء الله*، پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو جبر بھی ثابت ہو گیا۔“ (سنن ابوداؤد: ۲۳۵۷، حدیث حسن)

(۳) روزہ کی حالت میں مسواک: جب عام دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مسواک سے حد درجہ محبت کرتے تھے تو بھلا رمضان اور روزہ کی حالت میں اس سے کتنی محبت کرتے ہوں گے؟ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی جب عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مسواک پر نگاہ پڑی تو اشارہ کیا، اور سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے طلب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کی حالت میں اتنی بار مسواک کرتے دیکھا کہ شمار نہیں کیا جا سکا۔“ (جامع ترمذی: ۷۲۵) مسواک سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسواک منہ کی صفائی اور رضائے الہی کا ذریعہ ہے۔“ (مسند احمد: ۷، حدیث صحیح) ان احادیث کے علاوہ بھی مسواک سے متعلق بہت ساری حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں حسب خواہش صبح میں اور شام میں اور دوسرے اوقات میں مسواک کیا کرتے تھے۔ مسواک کو صرف صبح اور دوپہر سے قبل تک کے وقت کے ساتھ محصور کر دینا مناسب نہیں ہے۔

(۴) جنابت کی حالت میں روزہ: رمضان کی رات میں بیوی سے جماعت

کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے، اس لئے مرد اپنی بیوی سے رات کے کسی حصہ میں بھی جماعت کر سکتا ہے۔ اس اعتبار سے اگر ایک شخص رات کے بالکل آخری پہر میں بیوی سے جماعت کرتا ہے، جماعت کے بعد غسل کرنے کا بالکل ہی وقت نہیں ہے تو پھر ایسا شخص اسی حالت میں روزہ کی نیت کر لے گا اور طلوع فجر کے بعد غسل کرے گا، جنبی کی طرح حیض اور نفاس والی عورت کا معاملہ بھی ہے۔ اگر کوئی عورت صبح صادق سے قبل اپنی پاپی محسوس کرے، لیکن اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ طلوع فجر سے پہلے غسل کر لے تو ایسی صورت میں عورت طلوع فجر سے قبل روزہ کی نیت کر لے اور طلوع فجر کے بعد غسل کرے جنبی کی طرح اس کا بھی روزہ صحیح ہوگا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ”رمضان میں فجر کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احتلام سے نہیں (بلکہ اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے کی وجہ سے) غسل کرتے اور روزہ رکھتے تھے۔“ (صحیح بخاری: ۱۹۳۰) معلوم ہوا کہ غسل جنابت روزہ دار فجر کے بعد کر سکتا ہے۔ اسی معنی کی دوسری حدیث بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح جنبی ہونے کی حالت میں کرتے احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے! پھر آپ روزے سے رہتے۔“ (صحیح بخاری: ۱۹۳۱) یعنی غسل فجر کی نماز سے پہلے سحری کا وقت نکل جانے کے بعد کرتے۔

(۵) روزہ کی حالت میں گرمی کی پیش سے اپنے سر پر پانی ڈالنا: روزہ مختلف موسم

میں آتا ہے۔ گرمی اور سردی دونوں موسم کا روزہ دار کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گرمی کی لاکھ پیش ہو یا محنت و مشقت والا کام ایک سچا مومن روزہ ہرگز نہیں چھوڑ سکتا، مگر شریعت نے اس بات کی رخصت دی ہے کہ روزہ دار گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے اپنے سر پر

ٹھنڈا پانی ڈال لے، بار بار غسل کرے، یا اپنے کپڑے کو بھیگائے تاکہ وہ اپنے آپ کو تروتازہ محسوس کرے اور زیادہ سے زیادہ اللہ کی اطاعت و بندگی کو انجام دے سکے۔

سیدنا ابوبکر بن عبدالرحمن کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال اپنے سفر میں صحابہ کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ”دشمن کے مقابلے کے لئے قوت حاصل کرو“ اور آپ نے خود روزہ رکھا۔ ابوبکر نے کہا: مجھے حدیث بیان کرنے والے نے بتلایا: تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام عرج میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے اور پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈال رہے تھے۔“ (سنن ابو داؤد: ۲۳۶۵، حدیث صحیح) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک بٹ تھا جس میں میں گرمی دور کرنے کے لئے روزہ کی حالت میں نہایا کرتا تھا۔ ایسے ہی مختلف صحابہ اور تابعین کے پاس گرمی کی شدت سے بچنے کا انتظام پایا جاتا تھا تاکہ وہ پوری راحت اور سکون کے ساتھ اللہ کی عبادت کو انجام دے سکیں۔ چنانچہ اس زمانے میں اگر کسی کے پاس سویمنگ پل، واٹر کولر یا اے سی وغیرہ کا انتظام ہو اور روزہ کی حالت میں وہ ان چیزوں سے راحت و سکون حاصل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”عبادت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا مقصد قطعی طور پر اپنے نفس کو مشقت و پریشانی میں ڈالنا نہیں ہے، جیسا کہ بہت سارے جاہلوں کا سمجھنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ثواب، کام کے فائدہ، اس کی مصلحت اور اطاعت الہی اور اطاعت رسول پر حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں وسعت ہے۔ سب سے بہتر کام وہ ہے جس میں زیادہ آسانی ہو۔ اپنے آپ کو یا دوسروں کو مشقت اور تنگی میں ڈالنا شریعت کی روح کے خلاف ہے۔“ (مجموع فتاویٰ، ۲۵/۲۸۱)

(۶) روزہ کی حالت میں کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں تجاوز نہ کرنا: دین اسلام اعتدال اور توازن والا دین ہے۔ اس کی تعلیمات میں کہیں غلو اور جفا نہیں پایا جاتا ہے۔ جس کے بہت سارے نمونے رمضان المبارک میں بھی دیکھنے کے ملتے ہیں۔ جیسے کہ اسلام نے روزہ کی حالت میں آدمی کی طہارت کا بھی مکمل خیال رکھا، لیکن طہارت کے حصول میں زیادتی سے منع کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کی عبادت متاثر ہو جائے۔ اسی وجہ سے یہ حکم دیا کہ روزہ کی حالت میں کھلی اور ناک میں پانی تو ڈالے مگر اتنا تجاوز نہ کرے کہ پانی حلق میں اتر جائے۔ سیدنا لقیظ بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیے: آپ نے فرمایا: ”وضو خوب کا مل کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک میں خوب پانی چڑھایا کرو والا یہ کہ روزے سے ہو۔“ (سنن ابو داؤد: ۱۴۲، حدیث صحیح)

(۷) حالت سفر میں روزہ اور افطار: حالت سفر میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے

دونوں سے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اس لئے کسی پہلو کو صحیح سمجھ کر دوسرے پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ مسافر کے حالات و ظروف کو سامنے رکھتے ہوئے شرعی حکم بیان کرنا چاہئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ”رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں عسفان تک کا سفر کیا، عسفان پہنچنے کے بعد ایک برتن میں پانی منگوا یا اور پی لیا تاکہ لوگ دیکھ لیں، اور مکہ واپس آنے تک روزہ نہیں رکھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: سفر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور روزہ چھوڑا بھی، اس لئے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔“ (صحیح بخاری: ۱۹۷۴) ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”سخت ترین گرمی میں رمضان کے مہینہ میں ہم لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ ہم سے بعض گرمی کی شدت کی وجہ سے اپنے سر پر پانی رکھ لیا کرتا تھا، ہم میں سوائے رسول اللہ اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کوئی روزہ نہیں تھا۔“ (صحیح مسلم: ۱۱۲۲) ایک روزہ دار مسافر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سایہ کیا جا رہا ہے، اس کے ارد گرد لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ کوئی نیکی کا عمل نہیں ہے۔“ (سنن ابو داؤد: ۲۴۰۷) مذکورہ تمام حدیثوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سفر میں کوئی دشواری نہ ہو تو روزہ چھوڑنے سے بہتر روزہ رکھنا ہے، اگر روزہ رکھ کر سفر میں دقت ہو تو پھر ایسی حالت میں روزہ رکھنا ناپسندیدہ عمل ہے، اور اگر سفر کے ساتھ روزہ رکھنے سے اذیت اور بیماری میں پڑنے کا خدشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے۔ اور اسی وجہ سے بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا اور بسا اوقات ترک کر دیا۔

(۸) قیام اللیل کا اہتمام: ہر زمانے میں قیام اللیل صالحین، دعاۃ الی اللہ، مصلحین کی پہچان رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں اللہ والے (صحابہ رضی اللہ عنہم) قیام اللیل کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے سال قیام اللیل کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے تھے الا کہ کوئی عذر لاحق رہا ہو، جب عام دنوں میں یہ حالت تھی تو بھلا رمضان میں آپ قیام اللیل سے کیسے دور رہ سکتے تھے؟ احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل، تہجد اور نماز کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

رمضان ہو یا غیر رمضان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق قیام اللیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے جب فجر کی اذان ہو جاتی تھی دو ہلکی رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔ قیام اللیل کی کئی ایک صورتیں احادیث میں موجود ہیں لیکن ان میں سے پڑھنے والے کے لئے جو مناسب ہو اختیار کر لینا چاہئے، بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعت کر کے نماز پڑھے تاکہ سنت پر عمل ہو سکے۔

قیام اللیل کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں رہے کہ لمبی قرأت، خشوع و خضوع، تدریجاً، ذکر و اذکار، رکوع اور سجدہ میں معانی و مطالب کا استخراج مطلوب ہے۔ بہت سارے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر اس کا ادنیٰ حصہ بھی نہیں سمجھتے۔ اٹھنے بیٹھنے کے سوا انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے نمازی کو کوشش کرنی چاہئے کہ نماز پڑھے بھی اور پڑھی جانے والی چیزوں کو سمجھے بھی تاکہ نماز کا فائدہ حاصل ہو سکے۔ رمضان میں قیام اللیل کی رکعات کے تعلق سے اہل علم کے بہت سارے اقوال ہیں، لیکن سب کا اس بات کا اتفاق ہے کہ افضل اور سنت گیارہ رکعات ہی ہے، اس لئے اختلاف سے بچتے ہوئے سنت کی پیروی کرنی چاہئے۔

(۹) اعتکاف اور اللہ عزوجل کے ساتھ خلوت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات پر نگاہ رکھنے والے اور احادیث کا علم رکھنے والے اس بات سے واقف ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مدنی زندگی میں اعتکاف کرتے رہے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے“۔ (صحیح بخاری: ۲۰۴۱) شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مختلف عشروں میں اعتکاف کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ جب آپ کو یہ بتلایا گیا کہ لیلۃ القدر آخری عشرے میں ہے تو آپ آخری عشرے کا اعتکاف کرنے لگے، اور یہی آپ کی سنت ٹھہری۔ اعتکاف کا مقصد اصلی بھی لیلۃ القدر کی فضیلت کا حصول ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک آپ وفات پا گئے“۔ (صحیح بخاری: ۲۰۲۶)

اعتکاف کرنے والے مرد اور عورت کے لئے سنت ہے کہ وہ مسجد میں اپنا خیمہ نصب کر لے تاکہ عام لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو کر وہ اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کر سکے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ترکی قبے میں اعتکاف فرمایا جس کے دروازے پر چٹائی کا ایک ٹکڑا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے چٹائی پکڑی اور ہٹا کر قبے میں ایک طرف کر دی، پھر اپنا سر (خیمے سے) باہر نکال کر لوگوں سے بات کی“۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۷۷۵، حدیث صحیح)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرنے کی جگہ ”معتکف“ میں ۲۰ رمضان غروب آفتاب کے وقت اندر چلے جاتے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اس عشرے میں اعتکاف کیا کرتے جو مینے کے بیچ میں پڑتا ہے۔ بیس راتوں کے گزر جانے کے بعد جب اکیسویں تاریخ کی رات آتی تو شام کو آپ گھر واپس آ جاتے۔ ایک رمضان میں آپ جب اعتکاف کئے ہوئے تھے تو اس رات میں بھی (مسجد ہی میں) مقیم رہے جس میں آپ کی عادت گھر آ جانے کی تھی، پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو کچھ اللہ پاک نے چاہا، آپ

نے لوگوں کو اس کا حکم دیا، پھر فرمایا کہ میں اس (دوسرے) عشرے میں اعتکاف کیا کرتا تھا، لیکن اب مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ اب اس آخری عشرے میں مجھے اعتکاف کرنا چاہئے۔ اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اپنے معتکف ہی میں ٹھہرا رہے اور مجھے یہ رات (شب قدر) دکھائی گئی لیکن پھر بھلا دی گئی۔ اس لئے تم لوگ اسے آخری عشرے (کی طاق راتوں) میں تلاش کرو۔ میں نے (خواب میں) اپنے کو دیکھا کہ اس رات کبچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر اس رات آسمان پر بارہوا اور بارش برسی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ (چھت سے) پانی ٹپکنے لگا۔ یہ اکیسویں کی رات کا ذکر ہے“۔ (صحیح بخاری: ۲۰۱۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکف سے عید کی رات غروب آفتاب کے بعد نکلتے تھے۔

حالت اعتکاف میں حسن مظہر اور پاکی و صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھیں۔ عروہ رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہونے کی حالت میں کنگھا کیا کرتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں معتکف ہوتے۔ آپ اپنا سر مبارک قریب کر دیتے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ سے کنگھا کر دیتیں، حالانکہ وہ حائضہ ہوتیں“۔ (صحیح بخاری: ۲۹۶۱) اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حالت اعتکاف میں نفاذ، خوشبو، غسل، حلق اور زیب و زینت اختیار کیا جاسکتا ہے۔ (ملاحظہ کیجئے: فتح الباری، لابن حجر: ۳۲۰/۳)

اعتکاف کی حالت میں مریض کی عیادت کرنا، جنازہ میں شرکت کرنا، بیوی سے مجامعت اور مباشرت کرنا جائز نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ مریض کی عیادت کو نہ جائے، جنازے میں شریک نہ ہو، عورت سے مس نہ کرے اور نہ اس سے مباشرت (صحبت) کرے اور کسی انتہائی ضروری کام کے بغیر مسجد سے نہ نکلے“۔ (سنن ابوداؤد: ۲۴۷۳، حدیث حسن)

حالت اعتکاف میں معتکف اپنے گھر کے حال و احوال کو جان سکتا ہے۔ اپنی بیوی سے گفت و شنید کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ اسلام کسی بھی حال میں گھر اور خاندان سے بے توجہی کو پسند نہیں کر سکتا۔ نیز بال بچوں کی حفاظت و صیانت واجب اور اعتکاف مسنون ہے۔ اس لئے اعتکاف کی خاطر خاندان کو تباہ و برباد نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ حالت اعتکاف میں حسب ضرورت بال بچوں کی نگرانی کی جاسکتی ہے۔ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے تو میں رات کے وقت آپ سے ملاقات کے لئے (مسجد میں) آئی، میں آپ سے باتیں کرتی رہی، پھر جب واپس ہونے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے چھوڑ

آنے کے لئے کھڑے ہوئے۔“ (صحیح بخاری: ۳۲۸۱)

(۱۰) آخری عشرہ میں محنت و مشقت: رمضان المبارک کا پورا مہینہ نیکی اور بھلائی کا مہینہ ہے لیکن آخری عشرہ خصوصیت کے ساتھ اہمیت رکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرے میں دیگر عشروں کے بالمقابل عبادت و بندگی میں زیادہ محنت و مشقت کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ مسجد میں ٹکڑیوں میں بٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چٹائی بچھادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، اور یہ قصہ بیان کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لوگو! میں نے اللہ کے فضل سے رات غفلت میں نہیں گزارا اور نہ تمہارا یہاں جمع ہونا مجھ پر مخفی رہا ہے۔“ (سنن ابوداؤد: ۱۳۷۴) عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ: ”جتنی محنت اور مشقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں کرتے تھے اتنی محنت دوسرے عشرے میں نہیں کرتے تھے۔“ (صحیح مسلم: ۱۱۷۵) اسی طرح فرماتی ہیں کہ: ”جب آخری عشرہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب گزاری کرتے، اپنے اہل و عیال کو بیدار کرتے اور پورے طور پر عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جاتے۔“ (صحیح مسلم: ۱۱۷۴)

(۱۱) شب قدر کی تلاش و جستجو: شب قدر کا علم اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ

مخفی اور متساہل بندوں میں فرق ہو سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کی تلاش میں بڑی تگ و دو کیا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کو اس کی چنداں ضرورت نہیں تھی تاہم اس رات کے اعلیٰ مقام و مرتبے کی خاطر آپ اس کے حصول کے لئے کوشاں رہا کرتے تھے۔ اعتکاف سے لیکر دیگر تمام وسائل کو اختیار کرتے تھے تاکہ اس رات کی شرف سے مشرف ہو سکیں۔ اس رات کی فضیلت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مکمل ایک سورت نازل فرمائی ہے۔ اس رات میں پڑھی جانے والی خاص دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائی ہے۔ جس کا ہم سب کو اہتمام کرنا چاہئے۔ یہ مبارک رات صرف کھانے پینے، سیر سپاٹے اور ہنگامہ آرائی کی نہیں ہوتی جیسا کہ ان دنوں میں بہت سارے نوجوانان ان امور میں ملوث نظر آتے ہیں۔ یہ رات محض عبادت و بندگی کی ہے، جس کا خیال رکھا جانا چاہئے۔ مذکورہ امور اعمال کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں کثرت سے تلاوت قرآن، زہد و تواضع، نیکی اور صدقہ، یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی تاکید کیا کرتے تھے۔ اس لئے ہمیں بھی پورے طور پر اس ماہ کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہونے کی سعی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد

اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پر زور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدر پور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ و روغن کا سامان یا قیمت مہیا کر کے تعاون فرمائیں اور مال و اولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

سحری: احکام اور فوائد

محمد ہاشم بشیر احمد مدنی

”فصل ما بین صیامنا وصیامنا أهل الكتاب، أكلة السحر“ (مسلم: ۱۰۹۶) ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔
(۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فإن اللہ وملائکتہ یصلون علی المتسحرین“ (مسند احمد: ۱۱۱۰۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔
(۴) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”السحور أكلة بركة فلا تدعوه“ (مسند احمد: ۱۱۱۰۲) سحری سراپا برکت ہے، اسے ترک نہ کیا کرو۔

(۵) حضرت عراب بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا: ”وهو يدعو إلى السحور في شهر رمضان، فقال هلموا إلى الغداء المبارك“ (صحیح ابن حبان: ۲۴۲۸ حدیث نمبر: ۳۲۶۵، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۳، حدیث نمبر: ۷۹۰۵)۔

سحری کا وقت: سحری کا وقت آدھی یا تہائی رات کے بعد کا حصہ ہے جو طلوع صادق تک رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ“ (البقرہ: ۱۸۷) کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی سفیدی رات کی سیاہی سے نمایاں ہو جائے۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ”يا رسول الله إنى أجعل تحت وسادتي عقالين عقالا أبيض وعقالا أسود أعرف الليل من النهار فقال له رسول الله ﷺ إن وسادتك لعريض، إنما هو سواد الليل وبياض النهار“ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے تکیہ کے نیچے دھاگے رکھتا ہوں، سفید دھاگہ اور کالا دھاگہ تاکہ دن میں سے رات کو جان سکوں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: تمہارا تکیہ بہت کشادہ ہے، وہ تو رات کا کالا پن ہے اور دن کی سفیدی ہے۔

یعنی آیت سے مراد کالے اور سفید دھاگہ کا الگ الگ نظر آنا نہیں بلکہ رات اور دن کا الگ الگ ہونا ہے (صحیح مسلم: ۱۰۹۰)

سحری کا افضل ترین وقت: سحری طلوع فجر کے جس قدر قریب کھائی جائے وہ اس کا افضل اور بہتر وقت ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی عمل رہا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: ۷۵۹۱، الف: ۴/۴۱۹۹) نیز ایک دوسری روایت میں ہے: ”عن زيد بن ثابت رضي الله عنه أنه قال تسحرنا مع النبي ﷺ ثم قام إلى الصلاة، قلت كم بينهما؟ قال قدر خمسين أو ستين آية“ (صحیح

ماہ رمضان ایک معزز اور مبارک مہینہ ہے، اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مہینوں پر فضیلت بخشی ہے اس مہینے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر یہ خاص احسان کیا ہے کہ اس نے ان کے لئے جہنم سے آزادی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ لہذا مومنوں کو اس ماہ مبارک کے ایک ایک گوشے پر بھر پور توجہ دینی چاہیے اور اس مہینہ میں دیگر مہینوں کے بالمقابل نیکی کے حصول اور خیرات و حسنات کی سبقت میں خصوصی اہتمام کرنا چاہیے، کیونکہ یہ مہینہ نہایت محترم و مبارک ہے جو سال میں صرف ایک بار ہی ہمارے پاس آتا ہے۔

ماہ رمضان المبارک اپنے آپ میں نیکیوں کا موسم بہار اور فضیلتوں و برکتوں کا بحر ذخار اور اللہ کی رحمتوں اور مغفرتوں کے حصول کا اہم ذریعہ ہے، اس مہینہ کے گونا گوں بہت سارے مسائل اور گوشے و جوانب ہیں، جن کا اس مختصر مضمون میں احاطہ کرنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ تاہم اس مضمون میں رمضان المبارک کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ”سحری کے احکام و فوائد“ کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وباللہ التوفیق ولہ الحمد والمنة

سحری کی تعریف: سحری اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو روزہ رکھنے کی نیت سے سحر کے وقت کھایا جاتا ہے، سحر رات کے آخری حصہ کو کہا جاتا ہے۔

سحری کا حکم: سحری کھانا سنت مؤکدہ اور ایک مسنون عمل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ابھارا اور رغبت دلایا ہے اور اسے ترک کرنے سے منع فرمایا ہے، لہذا ایک فرد مسلم کو سحری کھانے میں سستی و کاہلی اور کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ اس کی برکت حاصل کرنے کے لئے پابندی سے سحری کھانا چاہیے اور نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسے ترک نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وإن تطيعوه تهتدوا“ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت یاب ہو گے [النور: ۵۴]۔

سحری کی فضیلت: رمضان المبارک میں سحری کھانے کی فضیلت اور اس کے فیوض و برکات کا بکثرت تذکرہ ہمیں احادیث مبارکہ میں ملتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ بالاتزام روزے کا آغاز سحری کھانے سے فرماتے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

(۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تسحروا فإن في السحور بركة“ (صحیح مسلم، کتاب الصیام: ۱۰۹۵) سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

(۲) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

کرتے اور غسل کئے بغیر روزہ رکھتے۔ پھر ہم دونوں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہوں نے بھی یہی بات کہی۔ (صحیح بخاری: ۱۸۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان میں یہ دلیل موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں روزہ رکھ لیتے تھے، اور یہ یقینی بات ہے کہ نماز فجر سے پہلے غسل فرمالتے تھے۔ سحری کی حکمت اور فوائد: سحری کھانے میں بڑے ہی فوائد اور اس کی بڑی عظیم حکمتیں ہیں۔ ذیل کے سطور میں چند کی طرف مختصر اشارہ کیا جا رہا ہے:

- (۱) سنت کی پیروی (۲) اہل کتاب کی مخالفت (۳) عبادات الہی کی رغبت (۴) نشاط و چستی (۵) صدقہ و خیرات کا موقع (۶) ذکر و دعا کیونکہ یہ وقت دعا کی مقبولیت کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔
- (۷) روحانی فیوض و برکات سے قطع نظر سحری دن میں روزے کی مقبولیت کا باعث بنتی ہیں، اس کی وجہ سے روزے میں کام کی زیادہ رغبت پیدا ہوتی ہیں۔
- (۸) سحری رمضان کے دنوں میں کمزوری اور سر چکرانے سے روکتی ہے۔
- (۹) سحری انسان کی بھوک و پیاس کی شدت کو کم کرتی ہے۔
- (۱۰) روزہ کے دوران سستی کا ہلی اور زیادہ سونے کی چاہت سے روکتی ہے۔
- (۱۱) سحری کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ قوت ہاضمہ کو چست اور درست رکھتی ہے۔

(۱۲) اس کا سب سے بڑا روحانی فائدہ یہ ہے کہ روزہ کے دوران بندہ مؤمن کو اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر سحری مدد و معاون ثابت ہوتی ہے۔

(۱۳) طبی ماہرین بتاتے ہیں کہ سحری ماہ رمضان المبارک میں افطاری کی بہ نسبت زیادہ اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ اس سے روزہ دار کو دن بھر قوت فراہم ہوتی ہے، اور وہ حرکت و نشاط میں رہتا ہے۔

(۱۴) ماہرین اطباء کا کہنا ہے کہ سحری کھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارک ہے، اور آپ ﷺ نے اس کی تاکید بھی فرمائی ہے، یہ صحت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اور مزید بتاتے ہیں کہ انسانی صحت کے لئے اس کے جسم میں پانی کی مقدار کا صحیح ہونا ضروری ہے، رمضان المبارک کے دوران اعتدال سے کھانا کھانا چاہیے، اس کے لئے سحری انتہائی اہمیت کی حامل ہے، نبی آخر الزماں ﷺ نے بھی مسلمانوں کو سحری کی تاکید فرمائی ہے، تاہم بعض افراد کا ہلی اور نیند کے باعث سحری کے لئے نہیں اٹھ پاتے، اور بغیر سحری کھائے روزہ رکھ لیتے ہیں، طبی ماہرین کے نزدیک یہ رویہ غلط ہے۔

(۱۵) ماہرین اطباء کا کہنا ہے کہ روزہ داروں کو سحری ضرور کرنا چاہیے تاکہ دن بھر ہمارے جسم میں پانی اور توانائی کی کمی نہ ہو، اس سلسلے میں ہمیں سحری میں ایسی غذا استعمال کرنا چاہئے جس میں کاربوہائیڈریٹس زیادہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو رمضان المبارک کے فیوض و برکات اور سحری کے احکام و مسائل پر عمل کرنے اور اس کے اسرار و رموز کو سمجھنے اور فوائد و ثمرات سے محظوظ ہونے کی توفیق ارزانی کرے، آمین! ☆☆

بخاری: ۱۹۲۱، صحیح مسلم: ۱۰۹۷) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے میں نے عرض کیا کہ ”سحری کھانے اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ تھا انہوں نے کہا پچاس یا ساٹھ آیت کے برابر“۔ (صحیح مسلم: ۵۸)

طلوع فجر سے پہلے پہلے سحری کھالینی چاہیے: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”الفجر فجران: فجر یحرم فیہ الطعام وتحل فی الصلاة، وفجر تحرم فیہ الصلاة ويحل فیہ الطعام“ (صحیح ابن خزیمہ: ۳۵۶، الحاکم: ۱۹۱۱ بروایت ابن عباس) ایک فجر کھانے کو حرام کر دیتی ہے اور نماز کو حلال اور دوسری فجر نماز فجر کو حرام کر دیتی ہے اور کھانے (سحری) کو حلال۔

یعنی صبح کا ذب میں روزہ رکھنے والے کے لئے کھانا جائز ہے اور نماز فجر پڑھنا حرام ہے، کیونکہ ابھی اس فجر کا طلوع نہیں ہوا ہے، جس میں نماز فجر پڑھی جاتی ہے، البتہ دوسری فجر جسے صبح صادق کہتے ہیں اس میں روزہ رکھنے کی نیت کرنے والے کے لئے کھانا حرام ہو جاتا ہے اور نماز فجر حلال ہو جاتی ہے نیز اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں رمضان کی راتوں میں کھانے پینے کی حد فجر صادق ہی رکھی ہے۔ لہذا فجر صادق کا ثبوت ہو جانے کے بعد سحری کھانا بند کر دینا ضروری ہے۔

اگر مؤذن وقت سے پہلے اذان دیتا ہے: تو اس کی اذان پر سحری بند کرنا ضروری نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ کی درج ذیل حدیثیں اسی پر محمول ہیں۔ ارشاد نبوی ہے: ”بلال رات کو اذان دیتا ہے جب تک ابن ام المکتوم اذان نہ دے اس وقت تک کھاؤ اور پیو۔“ (صحیح بخاری: ۶۱۷، صحیح مسلم: ۱۰۹۷، بروایت عبد اللہ بن عمر) نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إذا سمع أحدكم النداء والإناء على يده فلا يضعه حتى يقضى حاجته منه“ جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور کھانے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس وقت تک برتن نہ رکھے جب تک اس میں سے اپنی ضرورت پوری نہ کر لے۔ (ابوداؤد: ۲۳۵۰)

(اس مسئلہ کی مکمل تحقیق کے لئے سلسلہ الأحادیث الصحیحہ للإمامة الألبانی: حدیث نمبر: ۱۳۹۴، میں ملاحظہ فرمائیں) مندرجہ بالا حدیث میں اس بات کا جواز ملتا ہے کہ اگر سحری کھاتے کھاتے اذان شروع ہوگئی اور ابھی کھانے کی حاجت ہے تو جو کھانے کی چیز ہاتھ میں ہے اسے چھوڑنے کے بجائے کھالیا جائے، لیکن اس بات کا ہرگز کوئی جواز نہیں کہ اذان سے کچھ لمحات پہلے ہاتھوں میں چیزیں تھام لی جائیں تاکہ دیر تک کھائی جاسکیں۔

کیا دیگر عبادات کی طرح سحری میں بھی طہارت شرط ہے: ابو بکر بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد عائشہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ”أشهد على رسول الله ﷺ إن كان ليصبح جنباً من جماع غير احتلام ثم يصوم“ میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ احتلام کے سبب سے نہیں بلکہ جماع کے سبب سے حالت جنابت میں صبح

بیمار کا روزہ: مسائل و احکام

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمدا عبده و رسوله و بعد:
اسلام آسانی اور سہولت کا دین ہے، اس کی آسانی اور سہولت اس کے ہر امر سے واضح ہے، چنانچہ اس نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا جس کا تحمل نفس انسانی نہ ہو سکے، مثلاً ماہ رمضان کے روزے، اللہ نے انھیں تدریجی انداز میں مرحلہ وار فرض کیا تاکہ لوگ اس کے عادی ہو جائیں اور اس کی ادائیگی میں بہت زیادہ مشقت کے شکار نہ ہوں، مزید برآں اللہ نے سال کے بارہ مہینوں میں سے صرف ایک مہینہ کو روزہ کے لئے متعین فرمایا جو سال کے دنوں کے مقابلہ میں انتہائی معمولی ہیں، چنانچہ فرمایا:
﴿أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ﴾ یہ چند گنتی کے دن ہیں۔

پھر یہ امر بھی اسلام کی رحمت و سہولت کا عکاس ہے کہ اسلام نے صرف روزوں کو فرض ہی نہیں قرار دیا بلکہ اس بارے میں لوگوں کے احوال کی بھی رعایت کی کہ بیمار، مسافر شخص سے روزوں کو معاف فرما کر رمضان کے بعد ان کی قضا کا حکم دیا اور عاجز شخص سے روزے کو سرے سے معاف فرماتے ہوئے ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم دیا، پھر مزید برآں اللہ نے رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا کا حکم ماہ رمضان کے فوراً بعد نہیں دیا بلکہ بندوں پر رحم و کرم کرتے ہوئے سال کے کسی بھی وقت میں بلا ناغہ یا ناغہ کے ساتھ روزوں کے قضا کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سچ فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۷۸)

اللہ نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے اوپر کس قدر انعام و اکرام کیا کہ کتنی ساری مشقتوں کو آسانی میں تبدیل فرما دیا اور ہمیں ایک آسان دین عطا کیا، اگر تم اللہ کی ان نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو گفتگو طویل ہو جائے۔“

(احکام القرآن لابن العربی ۴۳۳/۵)

نیز فرمایا: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرہ:

۱۸۵) اللہ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جن عذروں کے تحت ماہ رمضان میں ترک صیام کی

اجازت مرحمت فرمائی ہے ان میں سے ایک عذر بیماری ہے۔

بیماری سے مراد جسم انسانی کو لاحق ہونے والی وہ خرابی ہے جس کی وجہ سے انسان صحت سے نکل کر بیماری کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کی طبیعت تندرستی سے خرابی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اگر بیمار کو روزہ رکھنے سے مشقت لاحق ہوتی ہو تو اسے ترک صیام کی اجازت ہے، البتہ معمولی بیماری جسمیں روزہ رکھنے سے کوئی مشقت لاحق نہیں ہوتی تو ایسے بیمار کے لئے ترک صیام کی اجازت نہیں ہے۔ (المجموع ۶/۲۵۷)

بیماری کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ایسی بیماری جس سے شفایابی کی امید ہو۔ دوسری قسم: ایسی بیماری جس سے شفایابی کی امید نہ ہو۔

پہلی قسم: ایسی بیماری جس سے شفایابی کی امید ہو:

وہ بیمار جسے اپنی بیماری سے شفایابی کی امید ہو، اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ماہ رمضان میں روزے ترک کر دینے کی رخصت دی ہے، ماہ رمضان کے ختم ہونے کے بعد جب وہ اپنی بیماری سے شفایاب ہو جائے، تو بحالت بیماری فوت شدہ روزوں کی قضا اس پر واجب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿...فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهِ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ

وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۱۸۳-۱۸۴)

...لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا

کر لے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، پھر جو شخص

نیکی میں سبقت کرے، وہ اسی کے لئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے

رکھنا ہے، اگر تم با علم ہو۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمایا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ

فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرہ: ۱۸۵) جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا

چاہئے، ہاں جو بیمار یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے۔
ماہ رمضان میں وہ بیمار جسے اپنی بیماری سے شفایابی کی امید ہو، اس کے مندرجہ
ذیل تین احوال ہیں:

پہلی حالت: روزہ اس کے لئے مشکل نہ ہو اور نہ ہی اس کے رکھنے سے اسے
نقصان پہنچتا ہو، تو ایسے شخص پر ماہ رمضان میں روزہ رکھنا فرض ہے، کیونکہ اس کے
پاس ایسا کوئی شرعی عذر نہیں ہے جس کے تحت اس کے لئے ترک صیام کی اجازت
ہو، مثلاً دانت کا درد، جسم کے کسی حصہ میں درد، زکام اور اس طرح کی دوسری بیماریاں۔
دوسری حالت: روزہ اس کے لئے مشکل ہو لیکن اس کے رکھنے سے نقصان نہ
پہنچتا ہو، تو ایسے شخص کے لئے روزہ رکھنا مکروہ اور چھوڑ دینا منسوخ ہے، کیونکہ رسول
ﷺ نے فرمایا: "ان الله يحب أن تؤتى رخصه كما يكره أن تؤتى معصيته" اللہ
سبحانہ و تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح ناپسند فرماتا
ہے کہ اس کی نافرمانی کے کام کئے جائیں۔ (مسند احمد ۲/۱۰۸) (صحیح عند الالبانی رحمہ
اللہ) دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/۹
ایسا شخص ماہ رمضان میں روزے چھوڑ دے اور جب روزہ اس کے لئے مشکل
نہ ہو تو اس کی قضا کر لے۔

تیسری حالت: روزہ رکھنے سے اس کو نقصان پہنچتا ہو جیسے کہ کینسر یا بی۔بی کا مریض
وغیرہ، تو ان کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا
تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء: ۲۹) اور تم اپنے آپ کو قتل
نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر انتہائی مہربان ہے۔ (الشرح مجمع ۶/۳۵۳، الصیام للطیاری
۸۹، صحیح المسند من احکام الصیام للمحدثی ۱۳۶)

دوسری قسم: ایسی بیماری جس سے شفایابی کی امید نہ ہو: وہ بیمار جسے اپنی بیماری
سے شفایابی کی امید نہ ہو، جیسے کہ انتہائی بوڑھا شخص یا ایسا بیمار جس کے بارے میں
قابل اعتماد مسلمان ڈاکٹروں نے عدم شفایابی کی خبر دی ہو، تو ایسے عاجز شخص پر عدم
استطاعت کی وجہ سے روزہ واجب نہیں ہے۔

علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اہل علم کا اجماع ہے کہ ایسا بوڑھا شخص
جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو وہ روزہ چھوڑ دے"۔ (الاجماع لابن المنذر ص ۶۰)
البتہ ایسا شخص ہر دن کے روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ
مَسْكِينٍ﴾ (البقرہ: ۱۸۴) اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ فدیہ
میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو مرد یا عورت زیادہ بڑھاپے کی وجہ
سے روزہ کی طاقت نہ رکھیں وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

(بخاری، التفسیر باب قول اللہ تعالیٰ ﴿... أَيَا مَعْدُودَاتٍ...﴾ ۴۵۰۵
انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب بوڑھے ہو گئے تو انھوں نے روزہ رکھنا چھوڑ
دیا اور سال دو سال تک ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو روٹی اور گوشت کھلایا۔

(بخاری، التفسیر باب قول اللہ تعالیٰ ﴿... أَيَا مَعْدُودَاتٍ...﴾
﴿﴾ کھانا کیسے کھلایا جائے؟ کھانا کھلانے کی دو شکلیں ہیں:
پہلی شکل: جتنے دنوں کا روزہ مریض کے ذمہ ہو، اتنے دنوں تک کا کھانا تیار کر کے
فقراء و مساکین کو کھانے کے لئے بلا لے اور انھیں دو پہر یا رات کا کھانا کھلا دے۔
جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب بوڑھے ہو گئے تو انھوں نے روزہ رکھنا
چھوڑ دیا اور سال دو سال تک ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو روٹی اور گوشت کھلایا۔

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر بوڑھے مرد یا عورت پر روزہ
رکھنا مشکل ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں یا تو
اسے اپنے ساتھ کھانے میں شامل کر لیں یا مسکین کو ہر دن آدھا صاع (تقریباً ڈھیڑھ
کلو) کھجور، گہوں یا چاول دے دیا کریں۔ (مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعہ ۱۵/۲۰۲)
دوسری شکل: جتنے دن کے روزے اس کے ذمہ ہوں، اتنے دنوں کا غلہ زیادہ
استعمال ہونے والی خوراک میں سے مسکینوں کو دے دے، ہر مسکین کو تقریباً ڈھیڑھ کلو
دے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجر رضی اللہ عنہ سے فدیہ اذی کے
بارے میں فرمایا: [... أو أطعم ستة مساکین لكل مسکین نصف صاع] یا تو
چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر مسکین کو نصف صاع غلہ دو۔ (بخاری ۱۸۱۶، مسلم ۱۲۰۱)
فتویٰ کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتویٰ میں کہا گیا ہے:

وہ بیمار جسے اپنی بیماری سے شفایابی کی امید نہ ہو وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو
کھانا کھلائے اتنے دنوں کا غلہ زیادہ استعمال ہونے والی خوراک میں سے مسکینوں کو دے
دے، ہر مسکین کو نصف صاع تقریباً ڈھیڑھ کلو دے۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة ۱۰/۱۷۸)
روزہ سے پہلے فدیہ ادا کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ فدیہ کو مقدم کرنا روزہ کو مقدم کرنے
کی طرح ہے تو کیا ماہ شعبان میں رمضان کا روزہ رکھنا صحیح ہوگا۔ (الشرح مجمع ۶/۳۳۵)
وہ فقیر اور مسکین جنھیں فدیہ دیا جائے انھیں زکاة کے مستحق افراد میں سے ہونا
چاہئے، لہذا کسی کا فریا کسی ایسے شخص کو فدیہ دینا کفایت نہیں کرے گا جس کا نفقہ خود
اپنے اوپر واجب ہے۔ (أسنى المطالب ۱/۲۷۳)

نیز فدیہ میں روپیہ پیسہ نہیں دیا جائے گا بلکہ شہر کی عام خوراک کے مطابق ہر دن کے
روزہ کے بدلے اسے تقریباً ڈھیڑھ کلو غلہ دیا جائے گا۔ (المنقح من فتاویٰ الفوزان ۳/۱۴۰)
اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں علم و بصیرت کے ساتھ روزے رکھنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ و صلی اللہ علی نبینا محمد

☆☆☆

روزہ اور میڈیکل سائنس

ابومعاویہ شارب بن شاکر السلفی

کہا کرتے تھے کہ شریعت اسلامیہ کے تمام احکامات کا مقصد انسانوں کو فائدہ پہنچانا ہے، اب اسی روزے کی مثال ہی لے لیجئے کہ اس روزے کو جو اللہ رب العزت نے ہمارے اوپر فرض کیا ہے تو اس کے اندر ہمارے لئے بے شمار دنیوی و اخروی اور جسمانی و روحانی فائدے مضمحل ہیں تبھی تو رب العزت نے روزے کو فرض قرار دے کر یہ کہا کہ ”وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ“، لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم با علم ہو۔ (البقرہ: 184) یقیناً وہ رب العالمین جس کی شان ہی حکیم و علیم ہے وہ جانتا ہے کہ اس کے بندوں کے لئے کیا مفید ہے اور کیا مضر ہے اور تو اور ہے آج میڈیکل سائنس اور جدید ٹیکنالوجی نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ رب کا کوئی بھی حکم عبث و بیکار نہیں ہے تو پھر آپ خود سوچ لیجئے کہ اس روزے کے اندر ہمارے لئے کتنا عظیم فائدہ ہوگا! بہت ہی نادان ہیں وہ لوگ جو شوگر و بی پی کا بہانہ بنا کر اس عظیم عبادت سے محروم ہو کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر رہے ہیں، آکسفورڈ یونیورسٹی کا ایک پروفیسر مور پالڈ نے کہا تھا کہ اگر اسلام اپنے ماننے والوں کو کچھ اور نہ دیتا بلکہ صرف یہی ایک روزے کا فارمولہ ہی دے دیتا تو پھر بھی اس سے بڑھ کر ان کے پاس اور کوئی نعمت نہ ہوتی۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس: ص: 1/165)

رب کے اس حکم کے اندر ہمارے لئے کیا کیا فائدے ہیں اور اس روزے کا ہمارے جسم و صحت پر کتنا گہرا اثر پڑتا ہے اور یہ روزہ رکھنا ہمارے لئے کتنا سود مند ہے! مندرجہ ذیل میں روزہ رکھنے کے جسمانی فائدوں کو پڑھئے اور اپنے رب کی عظمت اور اپنے رب کی حکمت کو محسوس کر کے اپنے دین و ایمان کو مضبوط کریں:

1۔ روزہ رکھنے سے بڑی بڑی بیماریوں (کینسر، شوگر اور ہارٹ اٹیک وغیرہ) کا خطرہ کم ہو جاتا ہے:

آپ اس روزے کو اپنے لئے بوجھ نہ سمجھو بلکہ اللہ رب العزت کا احسان مانو کہ اس نے ہمیں ایک ایسی عبادت کو انجام دینے کا مکلف کیا ہے جس میں خود ہمارے لئے ہزاروں فائدے موجود ہیں، آج میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ روزہ رکھنے سے جسم کو کینسر، دل کی بیماریاں، شوگر وغیرہ جیسے خطرناک بیماریاں لاحق ہونے کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں بلکہ 2005 کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن روزہ چھوڑنے سے کینسر کی بیماری لاحق ہونے کے امکانات میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ (روزے کے روحانی اور طبی فوائد: ص: 26)

رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور ہم سب اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے بھوک و پیاس کی شدت کو خندہ دلی سے اپنے تن من سے برداشت کر رہے ہیں، بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اس ماہ مبارک میں رب کی عبادت و بندگی کرنے کی توفیق ملی اور بہت ہی بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اس ماہ عظیم میں بھی رب کی عبادتوں سے دور ہیں، افسوس صد افسوس آج کل کے کچھ نام نہاد اور مغربی ذہن رکھنے والے ماڈرن مسلمان یہ کہتے ہیں کہ یہ بھوک و پیاس کون برداشت کرے گا؟ یہ تو ہمارے اوپر ظلم ہے! اسی طرح سے بہت سارے لوگ چھوٹے چھوٹے اور معمولی معمولی بیماریوں کا بہانہ بنا کر روزہ رکھنے سے جی چراتے ہیں بلکہ آج کل تو دیکھنے اور سننے میں یہ بات بھی آرہی ہے کہ صحت مند اور طاقتور لوگ بھی جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھ رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ جب کہ یہ رمضان کے روزے اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اختیار کئے بغیر نہ تو کوئی مسلمان حقیقی مسلمان بن سکتا ہے اور نہ ہی وہ مسلمان کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے، غالباً ایسے مسلمان خام خیالی میں ہیں کہ اس روزہ سے رب العزت کا فائدہ ہوگا! ہم کیوں رکھے؟ جو رب کے بارے میں اس طرح کی باتیں کہتے اور سوچتے ہیں، وہ رب عظیم تو صمد ہے، بے نیاز ہے، اسے نہ تو کسی کی عبادت کی ضرورت ہے اور نہ ہی وہ رب عظیم ہماری عبادتوں کا محتاج ہے، اس ذات باری تعالیٰ نے تو بابتگاہ اپنے آخری پیغام میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ اے لوگو! ہم نے جو تمہیں اپنی عبادت و بندگی کے لئے پیدا کیا ہے تو اس سے کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ اس میں میرا کچھ فائدہ ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے ”مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونَ، إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ“، نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں نہ میری یہ چاہت ہے کہ یہ مجھے کھلائیں، اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں تو انائی والا اور زور آور ہے۔ (الذاریات: 57-58) دیکھا اور سنا آپ نے کہ ہماری عبادت و بندگی سے رب العالمین کا کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ اس میں اگر فائدہ ہے تو صرف اور صرف ہمارا ہے، اس لئے میرے دوستو! آپ سب یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن و دماغ میں بیٹھالیں کہ اللہ رب العزت نے ہمارے اوپر جن جن چیزوں کو بھی فرض کیا ہے اور جن جن چیزوں کو بجالانے کا حکم دیا اور جن جن چیزوں سے منع کیا ہے ان تمام چیزوں کے اندر صرف اور صرف ہمارا فائدہ ہے اس لئے ان تمام چیزوں کو بجالانے میں ہی ہماری بقا و سلامتی ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ امام ابن قیم

اسی طرح سے ہالینڈ کا ایک بڑا پادری ایلف گال نے کہا کہ میں نے شوگر اور دل کے امراض اور معدے کے امراض میں مبتلا مریضوں کو مستقل ایک ماہ روزے رکھوائے جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ شوگر کے مریضوں کی حالت بہتر ہوئی اور ان کی شوگر کنٹرول ہو گئی اور دل کے مریضوں کی بے چینی اور سانس کا پھولنا بھی کم ہوا اور اسی طرح سے معدے کے مریضوں کو سب سے زیادہ افادہ ہوا۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ص: 1/166) اسی طرح سے ڈاکٹر عزیز ی اور ڈاکٹر بیہنام (Behnam) جو کہ ایس بی یونیورسٹی آف میڈیکل سائنس تہران یعنی کہ ایران کے اینڈوکرائن ریسرچ سنٹر میں میڈیکل پروفیسر ہیں وہ اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں کہ روزہ مریضوں کے لئے بہت مفید ہے اور بالخصوص شوگر کے مریضوں کے لئے یہ روزہ تو اور بھی مفید ہے۔ (روزے کی کتاب: ص: 26) سبحان اللہ۔ آج میڈیکل سائنس کا یہ اعتراف اور دوسری طرف ہمارے آقا ﷺ کا یہ فرمان کہ اللہ رب العزت کو داؤدی روزہ بہت پسند ہے یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑنا۔ (بخاری: 1079، مسلم: 1159) اے مسلمانوں! میڈیکل سائنس کی باتوں میں کتنی سچائی ہے اگر اس کو آپ معلوم کرنا چاہتے ہو تو پھر اپنے نبی ﷺ کے معمولات زندگی کو یاد کرو کہ آپ ﷺ نے 63 سال کی زندگی اس دنیا میں گذاری مگر نہ تو آپ ﷺ شوگر تھانہ بی پی اور نہ ہی کوئی دوسری بیماری، کبھی آپ نے سوچا کہ ایسا کیوں؟ تو اس کا جواب آج آپ معلوم کر کے جائیں کہ ایسا اس لئے کہ آپ ﷺ ہر پیر و جمعرات کا روزہ، ہر ماہ میں ایام بیض (13/14/15 چاند کی تاریخ) کے روزے، رمضان کے علاوہ کبھی کبھی کسی مہینے میں مسلسل پورے ماہ کا روزہ بھی رکھ لیا کرتے تھے، اگر کبھی کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو اپنی بیوی اماں عائشہ سے کہتے کہ چلو پھر میں آج بھی روزہ رکھ لیتا ہوں۔ سبحان اللہ! آپ ﷺ کتنی کثرت سے روزہ رہا کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کو 63 سال کی عمر میں بھی کوئی بیماری نہ تھی اور ایک ہم اور آپ ہیں روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے ہے جوانی میں ہی شوگر، بی پی، ہارٹ ایک اور ہزاروں قسم کی طرح طرح کی مہلک بیماریوں میں ملوث ہو جاتے ہیں، اس لئے اے مسلمانو! یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ آپ ﷺ نے اس روزے کو اسلام کا ایک رکن قرار دے کر ہمیں یہ پیغام دے دیا تھا کہ اے مسلمانوں اس عبادت کو معمولی نہ سمجھنا اور اگر اس عبادت کو چھوڑو گے تو پھر جہاں ایک طرف تمہارا ایمان و اسلام خطرے میں پڑ جائے گا وہیں پر دوسری طرف اس عبادت کو چھوڑنے کی وجہ سے تمہارا یہ بھی نقصان ہوگا کہ تم طرح طرح کے جسمانی بیماریوں کے شکار ہو جاؤ گے اور اس کی جیتی جاگتی تصویر ہماری زندگی کی حالتیں ہیں کہ ایسی کون سی بیماری نہیں جو ہمارے درمیان نہ ہو اور جس کے ہم اور آپ شکار نہ ہوئے ہوں۔ الامان والحفیظ۔

2- روزہ رکھنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

3- روزہ رکھنے سے ایک انسان جلدی بوڑھا بھی نہیں ہوتا ہے۔
روزہ رکھنے سے ایک انسان کی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے اور روزہ رکھنے والا انسان جلدی بوڑھا بھی نہیں ہوتا ہے جیسا کہ نیویارک امریکا کا ڈاکٹر جیمس ہالچ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ روزے رکھنے کی وجہ سے چونکہ جسم خوراک کو ہضم کرنے میں مشغول نہیں ہوتا ہے اس لئے جسم کے لئے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے اندر سے زہریلے مادوں کو خارج کر سکے جس کی وجہ سے جسم کو شفا یابی حاصل ہو جاتی ہے نیز یہ کہ روزہ مسلسل رکھنے کی وجہ سے جسمانی اعضاء و جوارح کو فرصت اور آرام بھی مل جاتا ہے جو بڑھا پانے کے عمل کو آہستہ کر کے زندگی کو طویل اور صحت مند بناتا ہے۔
اسی طرح امریکہ کی ریاست لوئی زینا کے سائنسدان ڈاکٹر ایرک راؤسن کی ٹیم نے 2005 میں ایک تحقیق پیش کی جس کے اندر اس بات کا انکشاف کیا گیا کہ زیادہ روزہ رکھنے اور خاص کر ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن روزہ چھوڑنے کی وجہ سے ایک انسان کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح سے ایک ڈاکٹر ایرک اپنی تحقیق میں لکھتا ہے کہ مسلسل ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھنے سے ایک انسان کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ (روزے کے روحانی اور طبی فوائد: ص: 26)

4- روزہ رکھنے سے خون کی کیمسٹری پر برے اثرات نہیں پڑتے۔
عمان (اردن) یونیورسٹی کے ڈاکٹر سلیمان نے 1404ھ میں رمضان کے مہینے میں صحت مند مسلمان (جن میں 42 مرد اور 26 خواتین تھیں) پر تحقیق کی جن کی عمریں 15 سال سے 64 سال کے درمیان تھیں، رمضان کے شروع میں ان کے وزن کئے گئے اور خون میں کولیسٹرول، جنسی ہارمونز، گلوکوز وغیرہ کو ناپا گیا، پھر رمضان کے آخر میں یہ عمل دہرایا گیا تو اس تحقیق کا نتیجہ یہ تھا کہ ان روزہ دار مردوں اور عورتوں کا 4 سے 6 کلو تک وزن کم ہوا لیکن خون میں تمام اجزاء کی مقدار بالکل نارمل تھی، اسی طرح سے تہران کی یونیورسٹی آف میڈیکل سائنس کے ڈاکٹر عزیز ی نے روزے داروں پر تحقیق کر کے یہ رپورٹ پیش کی کہ اگر 29 دنوں تک روزانہ 17 گھنٹے اگر کھانے اور پینے سے پرہیز کیا جائے تو جسم کے ہارمونز پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ (روزے کے روحانی اور طبی فوائد: ص: 22)

5- روزہ رکھنے سے ایبویٹی سسٹم یعنی جسم کا نظام دفاع بہت مضبوط ہوتا ہے:
کچھ نادان و کم عقل لوگ اور پیٹ کے پجاری یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ روزہ رکھنے سے ایک انسان کمزور ہو جاتا ہے اور بیمار پڑ جاتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے ایک انسان کے جسم میں ایبویٹی پاور میں اضافہ ہو جاتا ہے یعنی بیماریوں سے لڑنے والے جراثیم زیادہ ہو جاتے ہیں، اس بارے میں امریکہ کا ایک مسلمان ڈاکٹر ابراہیم سید (جس نے جانوروں پر لمبی عمر کی تحقیقات کی تھی) کہتا ہے کہ کم خوراک لینے سے عمر لمبی ہو جاتی ہے کیونکہ کم خوراک کھانے کی

صورت میں جسم میں زہریلے مادے کم پیدا ہوتے ہیں اور جسم کا نظام دفاع مضبوط ہو جاتا ہے۔ (روزے کے روحانی اور طبی فوائد ص: 23)

6- روزہ رکھنے سے دماغ تیز ہوتا ہے۔ 7- روزہ رکھنے سے صحت و تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ 8- ہر طرح کے ڈپریشن اور ٹینشن کا علاج روزہ ہے۔ 9- روزہ ایک انسان کو طاقتور بناتا ہے۔ 10- روزہ موٹاپے کو کنٹرول کر کے جسم کو خوبصورت بناتا ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ بسیار خوری سے ایک انسان کا دماغ کند ہوتا ہے اور جو انسان جتنا زیادہ کھاتا ہے اس کا دماغ بھی اتنا ہی موٹا ہوتا ہے، بسیار خوری سے جہاں حافظے پر بھی بہت برا اثر پڑتا ہے وہیں پر اس سے صحت بھی خراب ہوتی ہے بلکہ امریکہ کے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ کے مطابق امریکہ میں 80 فیصد بیماریاں کھانے سے متعلق ہوتی ہیں، غالباً انہیں سب نقصانات کو مد نظر رکھتے ہوئے خود محبوب خدا و حبیب کائنات ﷺ بہت ہی کم خوراک لیتے تھے اور آپ نے اپنی امت کو بھی کم کھانے پر ابھارا ہے مثال کے طور پر آپ ﷺ نے کھانے پینے کے بارے میں فرمایا کہ ”مَا مَلَأَ آدَمِيَّ وَعَاءٌ شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أَكْلَاتُ يُقْمَنُ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَتَلْتُ لَطْعَامِهِ وَتَلْتُ لَشْرَابِهِ وَتَلْتُ لِنَفْسِهِ“ کسی آدمی نے پیٹ سے بڑھ کر برابر تن نہیں بھرا اس لئے آدمی کو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمزور سیدھا کر دیں، اگر زیادہ ہی کھانا بہت ضروری ہو تو وہ اپنے معدے کے ایک تہائی حصے کو خوراک سے بھرے اور ایک تہائی حصے کو پانی سے بھرے اور ایک تہائی حصے کو سانس لینے کے لئے چھوڑ دے۔ (ترمذی: 2380، ابن ماجہ: 3349، وقال الالبانی: اسنادہ صحیح) اس حدیث پر امام ترمذی نے باب ہی باندھا کہ ”بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الْأَكْلِ“ زیادہ کھانا ناپسندیدہ کام ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بات ساڑھے چودہ سو سال پہلے کہی تھی، مگر کیا آپ جانتے ہیں کہ آج سائنس اس بارے میں کیا کہتی ہے؟ ہم اور آپ اور ہم سب کے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں کہ آج آپ کی باتوں کو سائنس نے بھی صحیح مان کر اس کی توضیح و تشریح کچھ اس طرح سے کی ہے کہ معدے کا اوپر کا حصہ یعنی فنڈس اپنی پوزیشن کے اعتبار سے ڈایا فرام کے بالکل نیچے ہوتا ہے جو کہ پھیپھڑوں کو حرکت دینے اور سانس لینے کے لئے سب سے اہم حصہ ہوتا ہے، اس لئے جب ہم معدے کو کھانے سے مکمل طور پر بھر لیتے ہیں تو اس صورت میں ڈایا فرام کو حرکت کرنے میں مشکل آتی ہے اور انسان کے لئے بھرے ہوئے پیٹ کی صورت میں سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ (روزے کے روحانی اور طبی فوائد ص: 17، ڈایا فرام کو سمجھنے کے لئے گوگل پر سرچ کر کے تصویر کو دیکھ لیں) اسی طرح سے بسیار خوری ناپسند کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان دنیا میں جتنا کھائے گا وہ انسان آخرت میں اتنا ہی بھوکا رہے گا جیسا کہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص نے ڈکار لی تو آپ نے فرمایا کہ ”كُفَّ عَنَّا جُشَائِكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شَبَعًا فِي

الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ اپنی ڈکار کو ہم سے دور ہی رکھو اور ایک بات یاد رکھنا کہ بے شک دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھر کے کھانے والا قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا رہے گا۔ ترمذی: 2478، ابن ماجہ: 3351۔ وقال الالبانی: اسنادہ حسن) اور ایسا اس لئے ہوگا کہ جب ایک انسان زیادہ کھاتا ہے تو پھر وہ نیکیوں کو انجام دینے میں سست ہو جاتا ہے اور اس طرح سے زیادہ کھانے والا بروز قیامت نیکیوں کے اجر و ثواب سے محروم رہے گا۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ص: 1/165) اسی طرح سے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آدمی نے سیدنا ابن عمرؓ کے پاس بہت زیادہ کھانا کھا لیا تو ابن عمرؓ نے حضرت نافع سے فرمایا کہ دیکھو آئندہ سے اس آدمی کو میرے پاس نہ لانا کیونکہ میں نے خود آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ”الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مَعِي وَاحِدًا وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ“

مومن ایک آنت سے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔ (بخاری: 5393) آپ ﷺ کے تمام فرامین کی روشنی اور موجودہ میڈیکل سائنس کی ریسرچ کے مطابق بسیار خوری سے جہاں ایک طرف ایک انسان کی صحت خراب ہوتی ہے وہیں پر دوسرا سب سے بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ بسیار خوری سے ایک انسان کا ذہن و دماغ بھی کند و کمزور ہوتا ہے اور ان تمام نقصانوں سے اپنے آپ کو بچانے اور محفوظ رکھنے کا سب سے اہم ذریعہ روزہ رکھنا ہے کیونکہ روزے کے اندر رب العزت نے وہ تاثیر رکھی ہے کہ جہاں اس روزہ سے ایک انسان کی صحت بحال ہوتی ہے وہیں پر اس روزہ سے ایک انسان کا ذہن و دماغ بھی تیز ہوتا ہے جیسا کہ ایک ڈاکٹر مارک میٹسن کہتا ہے کہ اپنی خوراک میں کمی کرنے سے دماغ کو فائدہ ہوتا ہے لیکن دماغ کی حفاظت کا یہ سب سے بہترین طریقہ نہیں ہے بلکہ اس کے مقابلے میں زیادہ بہتر یہ ہے انسان وقتاً فوقتاً اس طرح سے روزہ رکھے کہ اس دوران کچھ بھی نہ کھائے اور نہ پیئے۔ مزید اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے بی بی ڈاکٹر میٹسن اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتا ہے کہ روزہ رکھنے کے دوران دماغ کے رگوں پر ہلکا سا دباؤ پڑتا ہے جو کہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح ورزش کے دوران جسم کی پٹھوں پر کچھ دباؤ پڑتا ہے جس کی وجہ سے دماغ پر مجموعی طور پر بہت اچھے اثرات ہوتے ہیں، اسی طرح سے بی بی ڈاکٹر مارک میٹسن اپنے ایک دوسرے آرٹیکل میں لکھتا ہے کہ روزہ رکھنے سے ایک انسان کا بہت سارے دماغی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ (روزے کے روحانی اور طبی فوائد ص: 29) اسی روزہ کے بارے میں ڈاکٹر ایلین ہاس نے کہا تھا کہ ”روزہ واحد عظیم ترین طریقہ علاج ہے“ (Fastening is the single greatest healing therapy.) اسی طرح سے مشہور ماہر نفسیات سگمنڈرائیڈ کا کہنا ہے کہ روزے سے دماغی اور نفسیاتی امراض کا کلی طور پر خاتمہ ہو جاتا ہے اور ایک روزہ رکھنے والا انسان ذہنی ڈپریشن سے بھی محفوظ رہ جاتا ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ص: 1/167) اسی طرح سے اسی روزہ کے عظیم فائدوں کے بارے میں

(بقیہ صفحہ ۷۷ کا)

تین دعائیں رو نہیں کی جاتیں: والدین کی دعا اولاد کے لئے، روزے دار کی دعا اور مسافر کی دعا (بیہقی ۶۱۹) وقت سحر اللہ تعالیٰ خود آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور دعائوں کی قبولیت کا اعلان کرتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہے ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے، وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔ (صحیح بخاری: ۷۹۱)

جنت کی بشارت: حدیث نبوی ﷺ ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ آپ مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جس پر اگر میں بیٹھتی کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر، اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز قائم کر، فرض زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ، دیہاتی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان عملوں پر میں کوئی زیادتی نہیں کروں گا، جب وہ بیٹھ موڑ کر جانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو جنت والوں میں سے ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ (صحیح بخاری: ۱۳۹۷)

صرف یہی نہیں بلکہ روزے داروں کی عزت و تکریم کے لئے جنت میں ایک خصوصی گیٹ ہے، جس سے وہ داخل ہوں گے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہوگا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جاسکے گا۔ (بخاری: ۱۸۹۶)

مذکورہ بالا نصوص کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا اہم بالشان عمل ہے اور روزہ داروں کے لئے آخرت میں بڑی بشارتیں ہیں، لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ روزوں کا اہتمام کریں اور بلا عذر شرعی روزہ ترک کرنے سے بچیں، کیوں کہ بلا عذر روزہ ترک رکنا سخت کبیرہ گناہ ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذابات ہیں، جیسا کہ امام ذہبی اور امام ابن القیم نے اسے گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے۔ (الکبائر: ۶۲، اعلام الموقعین ۴/۲۰۱)

☆☆☆

ڈاکٹر عبدالحمید دیان اور ڈاکٹر احمد قاراقرظی اپنے ایک آرٹیکل (Medicine in the Glorious Quran) میں لکھتے ہیں کہ روزہ انسان کی جسمانی، نفسیاتی اور جذباتی بیماریوں کے لئے مؤثر علاج ہے، یہ آدمی کی مستقل مزاجی کو بڑھاتا ہے، اس کی تربیت کرتا ہے اور اس کی پسند اور عادات کو شاندار بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، روزہ انسان کو طاقتور بناتا ہے اور اس کے اچھے اعمال کو پختہ عزم دیتا ہے تاکہ وہ لڑائی و فسادات کے کاموں، چڑچڑے پن اور جلد بازی کے کاموں سے اجتناب کر سکے، یہ تمام چیزیں مل کر اس کو ہوشمند اور صحت مند انسان بناتی ہیں، علاوہ ازیں روزہ اس کی ترقی، ثبوت اور مدافعت اور قابلیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے تاکہ وہ مشکل حالات کا سامنا کر سکے، روزہ انسان کو کم کھانے کا عادی بناتا ہے اور اس کے موٹاپے کو کنٹرول کرتا ہے جس سے اس کی شکل و شبہت میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

روزے کی وجہ سے انسان کی صحت پر جو اثرات و فوائد مرتب ہوتے ہیں وہ یہیں ختم نہیں ہوتے بلکہ روزہ انسان کو بہت سی مہلک بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے جن میں اہم و قابل ذکر نظام انہضام کی بیماریاں ہیں مثلاً معدے کا پرانادرد، معدے کی جلن، جگر کی بیماریاں، بد ہضمی وغیرہ، علاوہ ازیں موٹاپا، بلڈ پریشر، دمہ، نٹاق (گلے کی بیماری، کنٹھ روگ، گلے کی وہ رگ جس کے دبنے سے سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے) اور ان جیسی دیگر بہت سی بیماریوں کا علاج ہے، روزے کی حالت میں بھوک کی وجہ سے انسان کے جسم میں موجود خون کے خراب خلیوں کے ٹوٹنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور ان کی جگہ خون کے نئے خلیے بنا شروع ہو جاتے ہیں۔ (روزے کی کتاب: ص: 25)

برادران اسلام! بیشک ہمارا رب حکیم ہے اس کا کوئی فیصلہ اور کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے اسی لئے یہ بات آپ اچھی طرح سے اپنے ذہن و دماغ میں بیٹھالیں کہ روزہ رکھنے اور بھوک و پیاس کو برداشت کرنے میں اگر ہمارا ذرہ برابر بھی جسمانی نقصان ہوتا تھا تو رب اسے فرض ہی قرار نہ دیتا تھا، موجودہ دور کے سائنسٹوں اور ڈاکٹروں نے روزے کے نہ صرف عظیم فائدے گنائے بلکہ تمام کے تمام مہلکوں اور اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگریاں رکھنے والوں کو یہ کہنا اور ماننا پڑا کہ روزہ رکھنے میں کوئی نقصان نہیں ہے جیسا کہ 1994ء میں رمضان اور صحت کے نام سے ایک بین الاقوامی کانفرنس مراکش کے شہر کاسابلا تکہ میں ہوا تھا جس کے اندر تمام ڈاکٹروں نے اس بات پر متفقہ رائے پیش کی کہ روزہ مریضوں کے لئے کسی بھی طریقے سے نقصان دہ نہیں ہے۔ (سبحان اللہ العظیم۔ (روزے کی کتاب: ص: 25)

آخر میں رب العزت سے دعا گو ہوں کہ الہ العالمین تو ہم سب کو ماہ رمضان کی ہر طرح کی خیر و بھلائی اور رحمتوں برکتوں سے نواز اور ہم سب کی ہر طرح کی عبادتوں کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین ☆☆☆

والدین پر اولاد کے حقوق

ڈاکٹر فریح اللہ مسعود صاحبی
استاذ مدرسہ منظر العلوم، بہار

پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگرانی ہے اور وہ اپنی ذمہ داری (رعیت) کے بارے میں پوچھی جائے گی۔

اس حدیث کی روشنی میں یہ پتہ چلتا ہے کہ اولاد کی نگرانی والدین کی سب سے لازمی چیز ہے۔ اولاد کے حقوق کی ادائیگی سب سے اہم ہے۔

والدین پر اولاد کے حقوق کیا ہیں؟ ان کی ادائیگی کس طرح واجب ہے۔ ان کو جاننا ضروری ہے تاکہ بڑے معاشرے میں سدھار کی کرن نظر آسکے اور والدین اور اولاد دونوں ایک دوسرے کے تفوق سے آشنا ہو سکیں۔ والدین پر اولاد کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کی اچھی تربیت کی جائے۔ اس کی پرورش و پرداخت میں کوتاہی نہ کی جائے۔ اس کا کھانا اور کپڑا باپ کے ذمہ ہے کہ وہ کھلائے اور پہنائے۔ اس کو بچ بولنا سکھائے۔ اچھے اخلاق و آداب سکھائے۔ اچھوں کی ہم نشینی میں رہنے کی تاکید کرے۔ اس کے سامنے انبیاء کرام اور نیک لوگوں کے واقعات اور کہانیاں سنائے۔

اس کو جھوٹ بولنے سے بچائے۔ برے اخلاق و عادات کا عادی ہو تو اس سے بچانے کی پوری کوشش کرے بروں کی صحبت میں بیٹھنے اور کھیلنے سے روکے۔ قرآنی آیت قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحریم: ۶) کی روشنی سے یہی سبق ملتا ہے کہ جس طرح اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کی تدبیریں کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح اولاد کو بھی جہنم سے بچانا ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ بات بیان فرمائی کہ اپنے اہل کو خیر اور اچھی بات سکھاؤ۔ (صحیح الترغیب: ۱۱۹)

والدین پر اولاد کا دوسرا حق یہ ہے کہ اس کو صحیح عقیدہ بتایا جائے اور اس کے دل میں اللہ کی محبت ڈالی جائے۔ اس کو اللہ سے روشناس کرایا جائے۔ اس کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا کیا جائے۔ اور یہی اساس اور اصل ہے کہ بچہ شعور حاصل کر لے تو یہ سب کام بتایا جائے۔ بچپن کی زندگی ایسی نرم و نازک ہوتی ہے کہ بچہ جس طرح بھی ڈھلنا چاہے، وہ آسانی کے ساتھ ڈھل جاتا ہے۔ ایک مسلم بچہ ہندوانہ گھرانے میں چھوڑ دیا جائے تو وہ ہندو بن جائے گا اور ایک ہندو بچہ مسلم گھرانے میں مسلمان بن جائے گا۔ اس لئے کہ فطری پیدائش تو سب کی ایک ہی ہوتی ہے اور دنیا کے تمام بچے فطرت اسلام پر ہی پیدا ہوتے ہیں۔ والدین کا دین اور عقیدہ ان کو اپنے سانچے میں ڈھال لیتا ہے۔ اگر یہودی ہیں تو ان کو یہودی، نصرانی ہیں تو ان کو نصرانی، مشرک ہیں تو ان کو مشرک بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ما من مولود یولد یولد

اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد کو بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ اب اس کا حق یہ ہے کہ اس کو حلال طریقہ سے کمایا جائے اور رضائے الہی کے مطابق خرچ کیا جائے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد دونوں سے نوازا دیا تو اسے بہت ساری نعمتیں عطا کر دی۔ وہ دنیا میں خوش نصیب انسانوں میں سے ایک ہے۔ ورنہ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جن میں سے کسی کو صرف مال عطا ہوتا ہے تو وہ اولاد سے محروم ہو جاتے ہیں، اور بہت سارے ایسے ہیں جن کو کثرت اولاد سے نوازا دیا جاتا ہے تو وہ روزیوں کی تنگی میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں، اور ان کے لئے بچوں کی تعلیم تو دور کی بات ہے، عمدہ پرورش و پرداخت ہی مشکل کام بن جاتا ہے۔ لیکن جن کو دونوں سے نوازا گیا ہے، ان کو رب کی شکرگزاری کرنی چاہیے اور ان نعمتوں کی قدر دانی ان کے لئے افزائش نعمت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا (نوح: ۱۰-۱۲)

میں نے ان سے کہا کہ تم سب اپنے رب سے بخشش (مغفرت) طلب کرو۔ وہ بے شک بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تمہارے لئے موسلا دھار بارش بھیجے گا، اور تمہیں مال و دولت اور لڑکوں سے نوازے گا اور تمہارے لئے باغات پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں نکالے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے رب کی عزت و وقار سے نہیں ڈرتے، حالانکہ اس نے تمہیں کئی مراحل سے گزار کر پیدا کیا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو انسانوں کو مل جائیں تو ان کے سکون قلب و حیات کا ذریعہ بن جائیں اور یہ نعمتیں کیسے دستیاب ہوں گی، اس کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ان نعمتوں کے حصول کا واحد ذریعہ مغفرت طلبی اور رجوع الی اللہ ہے۔ صدق دل سے یہ کام کیا جائے تو رب تو ایسا مہربان ہے کہ توبہ کرنے والوں کی خطاؤں کو معاف ہی نہیں کرتا ہے بلکہ اس کو مال و اولاد کی نعمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ان نعمتوں کی قدر دانی کی جائے اور ان کے حقوق کو ادا کیا جائے اس لئے کہ رب کے حضور اس کے تعلق سے پوچھا جانا یقینی ہے۔

بخاری (۲۵۵۸) اور مسلم (۱۸۲۹) کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرد اپنے اہل کا نگرانی ہے اور اپنی رعیت (گھر والوں) کے بارے میں

تو یہی ہے کہ لڑکا ہو تو دو جانور اور لڑکی ہو تو ایک جانور کا خون بہایا یعنی عقیقہ کیا جائے، اسی جانور کو ذبح کرنے کا نام عقیقہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وعن الغلام شاتان متكافتتان وعن الجارية شاة (مسلم: ۲۱۳۹) بچہ کی طرف سے دو ہم عمر وہم شکل دو بکری اور بچی کی طرف سے ایک بکری کافی ہے۔ شریعت نے بھوج کرنے کو نہیں کہا ہے کہ وہ تکلیف میں پڑ جائے بلکہ آسان قیمت اور دستیابی کے اعتبار سے ایک جانور جو عام طور پر جیب پر بھاری نہ پڑے اور یہ سنت ادا ہو جائے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے کی شریعت نے تعلیم دی ہے۔ لیکن انسان سارے کام کرتا ہے اور سنت کی ادائیگی میں ہزاروں بہانے تراش لیتا ہے۔ پرتکلف بھوج کا پلان تیار کرتا ہے، اس لئے مشقت میں پڑ جاتا ہے اور سات دن یا چودہ دن پر عقیقہ کرنے کی سنت کو وقت پر ادا نہیں کر پاتا ہے۔ یا ایک خاصی یا آسان معمولی قیمت والے جانور کو چھوڑ کر بھاری قیمت والے جانور کی تلاشی میں بے وقت عقیقہ پر آمادگی ظاہر کرتا ہے یا اس سے بے توجہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ شریعت نے جو بھی حکم دیا ہے اس کے کر لینے میں ہی خیر ہے، آسان ہے اور زیادہ ثواب ہے۔ اس میں اپنے پلان کے اعتبار سے کرنے کی وجہ سے ٹال مٹول کرنا درست نہیں ہے۔ ساتواں حق یہ ہے کہ اولاد خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، ان کے درمیان انصاف اور برابری کا برتاؤ کرے۔ کوئی چیز دینا ہو، ہبہ کرنا ہو، محبت کرنی ہو، ایک دوسرے کے درمیان بٹوارہ کا معاملہ ہو، والدین کو نابرابری اور نا انصافی سے بچنا چاہیے۔

بخاری (۲۵۸۷) اور مسلم (۱۶۲۳) کی روایت کے مطابق نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد نبی ﷺ کے پاس ان کو لے کر آئے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا غلام ہبہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: کیا تو نے اپنے تمام بچوں کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کیا ہے یعنی سب کو دیا ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو واپس لے لو۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے تمام بچوں کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں اور فرمایا: اتقوا اللہ واعدلوا فی اولادکم اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کے اندر انصاف کرو۔ سماج میں خرابیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ نہ تو والدین کے پاس شرعی تعلیمات کا پاس و لحاظ ہے اور نہ ہی اولاد کے پاس والدین کی تعظیم و احترام ہے۔ والدین بھی وہ کام کر رہے ہیں جو سراسر حرام ہیں اور ان کے محبت کا پیمانہ بدل گیا ہے اور زمین و جانماد کے بٹوارے میں نابرابری عروج پر ہے۔ حتیٰ کہ بعض والدین اپنے بعض بچوں کو دیتے ہیں اور بعض کو عاق کر دیتے ہیں جو شرعاً درست نہیں ہے۔ کسی کو جانماد سے بے دخل نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دیا جاسکتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

على الفطرة فابواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه اور ایک روایت میں ہے ویشرکانہ (بخاری ۶۵۹۹) مسلم (۲۶۵۸) کوئی بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی اور ایک روایت کے مطابق مشرک بنا دیتے ہیں۔

والدین پر اولاد کا تیسرا حق یہ ہے کہ ان کو بھلائی کا حکم دیا جائے اور خیر و طاعت کے کاموں پر ان کو ابھارا جائے۔ ان کو منکرات و سینات سے روکا جائے، کفر و معاصی اور شر و فساد سے دور رکھا جائے۔ رسول اللہ نے یہ تعلیم دی ہے کہ: مروا اولادکم بالصلاة وهم ابناء سبع، واضربوهم علیہا وهم ابناء عشر و فرقوا بینہم فی المضاجع (صحیح ابی داؤد: ۴۹۵) اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں اور ان کو مارو جب وہ دس سال کے ہوں اور ان کی خواب گاہوں کو الگ کر دو۔

چوتھا حق یہ ہے کہ جس پوزیشن میں والدین رہیں وہ اپنی طاقت بھر اپنے اولاد پر خرچ کریں۔ اس خرچ میں بخیلی اور فضول خرچی کا دخل نہ ہو، ان کا کھانا پینا اور لباس و پوشاک اس شہر کے عام معمولات کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (البقرہ: ۲۳۳) اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ ان کے لئے ہے جو مدت رضاعت پوری کرنی چاہیں اور باپ پر دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا کپڑا عرف عام کے مطابق واجب ہے۔

ہر صورت میں والدین پر بچوں کی پرورش و پرداخت ضروری ہے۔ وہ بچہ کو عرف عام کے مطابق کھانا اور کپڑا فراہم کریں گے۔ یہ ان کا واجب حق ہے۔ بخاری (۱۸۰) اور مسلم (۱۷۱۳) کے مطابق عرف عام کے مطابق جس میں بھلائی کا پہلو غالب رہے شوہر کے مال سے ہی بچہ کی کفالت کی جائے گی اور اس کی پرورش کا پورا خرچ اسی سے قابل ادا ہوگا۔

پانچواں حق یہ ہے کہ والدین کے ہاں بچہ یا بچی پیدا ہو تو اس کا اچھا سانام رکھیں۔ ایسے ناموں کا انتخاب کرے جس کے اچھے اثرات مرتب ہو سکیں۔ اس لئے کہ بعض ناموں کو رسول اللہ ﷺ نے خود بدل کر ان کے دوسرے نام رکھے۔ اگر والدین جاہل ہوں تو پڑھے لکھے اشخاص سے ناموں کے انتخاب میں مدد لے لیکن جاہلی معاشرہ میں رواج پارہے غلط ناموں کو نہ رکھے۔

چھٹا حق یہ ہے کہ والدین اس کا عقیقہ کریں۔ بچہ یا بچی کی طرف سے جانور کو ذبح کریں، جو لوگ قربانی کی طرح عقیقہ کرتے ہیں اور ایک جانور میں عقیقہ اور قربانی کرتے ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ شریعت میں اس کا ثبوت ہے۔ ثبوت

کیا حق کا معیار قلت و کثرت ہے؟

طارق اسعد
مستعلم جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

بائیں ہمہ ”زیادہ تر“ لوگوں کے تعلق سے قرآن کیا کہتا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَأَنْ أَكْثَرُكُمْ فَاسِقُونَ﴾ (المائدہ: ۵۹)
تم میں سے بیشتر لوگ فاسق ہیں۔

﴿وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ﴾ (انعام: ۱۱۱) ان میں سے اکثر نادانف ہیں۔
﴿بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۴)
بلکہ ان کی اکثریت حق کو نہیں جانتی پس وہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔
﴿وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْقِلُونَ﴾ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں اس نتیجے پر پہنچنے میں دیر نہیں لگتی کہ اکثریت اور بھڑکم عقلوں، نادانوں، بلکہ ناحق افراد پر مشتمل ہے۔ روئے زمین کی بڑی آبادی راہ حق سے بھٹکی ہوئی، فسق و فجور میں مبتلا، ایمان و علم سے بے پرواہ اور خدا سے دور ہے۔ اس لیے یہ دلیل دینا کہ زیادہ تر لوگ جس راہ پر ہیں وہی درست ہے اور اکثریت کا جو عمل ہے وہی صحیح ہے، ایک احقانہ بات ہے۔ قرآن کریم کے اس دو ٹوک تبصرے کے بعد اس کی کوئی گنجائش نہیں بچتی کہ اکثریت پرستی کا راگ الاپا جائے اور بھڑکے پیچھے پیچھے چلنے کا مطالبہ کیا جائے۔

اس کے برعکس قرآن مجید نے یہ واضح کیا ہے کہ ہدایت یافتہ اور صراط مستقیم پر گامزن افراد تعداد اور طاقت و قوت کے اعتبار سے کم ہی رہے ہیں اور بہت کم لوگ ہی حق کی ضیاء پاش کرنوں سے مستفید ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (سبأ: ۱۳)
میرے بندوں میں سے کم ہی شکر گزار ہیں۔ ﴿وَمَا أَمِنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ﴾ (ہود: ۴۰) ان کے ساتھ ایمان لانے والے کم ہی تھے۔

اہل جنت کے تذکرے میں فرمایا: ﴿فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأُولَئِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ﴾ (الواقعة: ۱۴) یہ لوگ نعمتوں والی جنتوں میں ہیں، (بہت بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: ”تم میں کا ہر آدمی ”إمعة“ (ایسا شخص جو ہر کس و ناکس کی اتباع کرتا ہے اور اس کی اپنی کوئی رائے نہیں ہوتی) نہ بن جائے اور یہ کہے کہ میں لوگوں کے ساتھ ہوں، بلکہ ہر شخص اس بات پر جم جائے کہ وہ ایمان (کی راہ) اختیار کرے گا اگرچہ لوگ کفر کریں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اکثریت کی مذمت کی ہے۔“ (مفتاح دار السعادة، از ابن تیم، ۱۷۴/۱)

امام ابن تیم فرماتے ہیں ”راہ طلب میں اکیلا ہونا تمہارے صدق طلب کی دلیل ہے۔“ (ایضاً) ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جہاں کہیں بھی جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم آیا ہے اس سے مراد حق پر ثابت قدم رہنا اور اس کی اتباع کرنا ہے اگرچہ

عام طور سے یہ مغالطہ پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حق کا مقیاس اور پیمانہ اس کے تبعین کی کثرت ہے۔ یعنی جس جماعت کے ماننے والے تعداد میں زیادہ ہیں وہی اہل حق ہیں، جو کام اکثریت کر رہی ہے وہی درست ہے، جس پر کثرت رائے ہے وہی صواب ہے، زیادہ تر لوگ جس راہ پر ہیں وہی صراط مستقیم ہے۔ گویا حق و باطل اور خطا و صواب کے ناپنے کا مقیاس کثرت و قلت قرار دیا گیا ہے اور تمام چیزوں کو اسی ترازو پر تولنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جمہوری نقطہ نظر سے اس رائے کو دیکھا جائے تو مذکورہ بالا نظر یہ صحیح لگتا ہے، کیوں کہ جمہوریت کی بنیاد ہی اکثریت پرستی پر ہے، یہ الگ بات ہے کہ جمہوریت میں ”بندوں کو گنا کرتے ہیں تو لانا نہیں کرتے“، اس نظریے کے مطابق صرف سرگنے جاتے ہیں، ان کے اندر کیا ہے اس کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی۔ ۴۹ عدد اصحاب دالش وینش ایک طرف اور دوسری طرف ۵۱ جاہل و کم عقل افراد ہوں تو مؤخر الذکر طبقہ کی رائے درست مانی جائے گی اور اول الذکر کی آراء کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

اس معاملے میں اسلام کا نظریہ قطعاً مختلف اور الگ ہے۔ اسلام نے قلت و کثرت کا کبھی اعتبار نہیں کیا ہے اور نہ ہی اسے حق و باطل کے ناپنے کا آلہ قرار دیا ہے۔ اسلام کے نزدیک حق ایک ٹھوس اور اٹل حقیقت ہے جس میں بھی تغیر و تبدیلی نہیں رونما ہو سکتی، خواہ اس کے ماننے والے تعداد میں کتنے بھی کم ہوں۔ حق کی شناخت دلائل اور براہین سے ہوتی ہے نہ کہ کثرت سے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اسلام نے اکثریت پرستی کی تردید کی ہے اور یہ اشارہ دیا ہے کہ اکثریت کی تابع داری باعث ہلاکت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ تَطَّعَ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ بِيُضْلُوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (الانعام: ۱۱۶) ”اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہی ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔“

امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زمین والوں کی اکثریت گمراہ ہے۔ (مفتاح الغیب، فخر الدین رازی، ۱۳۶/۱۳)
”اکثریت“ کے تعلق سے قرآن کریم کا نقطہ نظر تلاش کیا جائے تو کچھ اس قسم کی آراء ملیں گی:

﴿وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الاعراف: ۱۸۷) اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

﴿وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ﴾ (البقرہ: ۲۴۳) اکثر لوگ شکر یہ نہیں ادا کرتے ہیں۔

﴿وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (ہود: ۱۱۷) اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے۔

حق پر کار بند رہنے والے کم اور اس کے مخالفین زیادہ ہی کیوں نہ ہوں، اس لیے کہ حق وہی ہے جس پر نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ قائم تھے، اہل باطل کی کثرت تعداد کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔“ (الباعث علی انکار البدع والحوادث، ص: ۲۲)

قلت وکثرت کو حق کا پیمانہ بنانے کی ایک بڑی وجہ ایک ضعیف حدیث ہے جسے عوام الناس کے سامنے پیش کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ”اکثریت“ کا ساتھ دینے کا حکم دیا ہے اور شذوذ اختیار کرنے سے منع کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: ”اتبعوا السواد الأعظم فإنه من شذوذ في النار“ یعنی سواد اعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو، کیوں کہ جو شخص شذوذ اختیار کرتا ہے وہ جہنم میں الگ تھلگ اور اکیلا ہوگا۔ لیکن واضح رہے کہ یہ حدیث اپنی تمام اسناد کے ساتھ ضعیف اور ناقابل استدلال ہے، اس سے حجت پکڑنا کسی طور پر درست نہیں ہے۔ متقدمین و متاخرین میں سے بہت سارے علما نے اس کی اسناد پر کلام کیا ہے، نیز یہ حدیث ان صحیح آیات و احادیث کے بھی مخالف ہے جن کا سطور بالا میں ذکر ہوا۔ (ملاحظہ ہو: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ، علامہ ناصر الدین البانی، ج: ۲۸۹۶)

خلاصہ یہ کہ اسلام کی نظر میں حق کو پرکھنے اور اس پر قائم رہنے کے لیے قلت و کثرت کو کسی طور پر پیمانہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ایک باطل اور بے بنیاد امر کے پیچھے پوری دنیا لگی ہوئی ہو اور اس کی اتباع کر رہی ہو تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ وہی درست ہے اور جو لوگ تعداد میں کم بلکہ کمزور ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اس لیے اس غلط فہمی میں ہرگز نہیں رہنا چاہیے کہ اکثریت کا ہر قول و فعل صدی صدر درست ہے اور اس کے بالمقابل اقلیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ: ”اے اللہ مجھے کم لوگوں میں سے بنا“ حضرت عمر نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے بندے! یہ ”کم“ لوگ کون ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَمَا اَمْنٌ مَعَهُ اِلَّا قَلِيلٌ“ یعنی نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے ”کم لوگ“ ہی تھے۔ نیز اللہ نے فرمایا ”وقليل من عبادي الشکور“ میرے کم بندے ہی شکر گزار ہیں، اس کے علاوہ اور بھی آیتیں پڑھیں۔ حضرت عمر نے کہا: ”کل أحد أفقه من عمر“ ہر شخص عمر سے بڑھ کر فقیہ ہے۔ (الزهد: امام احمد بن حنبل، ۹۴۱)

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۳ کا)

آٹھواں حق یہ ہے کہ بچہ کا ختنہ کرایا جائے اور یہ فطری سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ بچپن میں ختنہ کرانا ہی افضل ہے۔ سائنسی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ختنہ موذی اور مہلک امراض سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔ آدمی کینسر جیسے خطرناک مرض سے بچ جاتا ہے۔ آج غیر مسلم افراد کا بڑے پیمانے پر ختنہ ہو رہا ہے لیکن ان کا بے وقت ہوتا ہے۔ چنانچہ بخاری (۶۹۷) اور مسلم (۲۵۷) کی روایت کے پیش نظر ساتواں دن اور بچپن میں کرایا جائے تو سب سے افضل ہے۔ اور تجربہ کی بنیاد پر بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ بچپن میں ختنہ کرانا اند مال زخم کے لئے بھی موزوں ہے۔

زخم جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔

ان تمام بیانات کے بعد یہی کہا جاسکتا ہے کہ والدین کو اپنے اولاد کے حقوق کی جانکاری حاصل کرنی چاہیے اور ان کی ادائیگی کا حد درجہ اہتمام کرنا چاہیے۔ دیکھا یہ جاتا ہے کہ بعض افراد بڑی بڑی تنخواہیں حاصل کرتے ہیں، بڑے بڑے تاجر ہیں۔ یا صنعت و حرفت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں، لیکن بچوں پر خرچ کرنے میں کوتاہ ہیں۔ مال کمانا ان کا محبوب مشغلہ ہے لیکن اولاد کے حقوق کی ادائیگی میں بے پرواہ ہیں۔ اس معاملہ میں نیک اور برے دونوں برابر ہیں۔ دونوں کو اس کی ادائیگی یکساں کرنی ہے۔ والدین کو اپنے اولاد کی اچھی تربیت پر پھر پور توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ اس کا کردار بیخ نہ ہو، اس کی زبان فحش نہ ہو، اس کی صحبت اختیار یعنی اچھے لوگوں کی ہو، اشرار یعنی برے لوگوں کی نہ ہو۔ کھیل کود میں بھی غلط صحبتوں سے بچ سکے۔ جو بازنہ ہو، نشہ باز نہ ہو۔ ہر ایک کے ساتھ ایک ہی جیسا سلوک اور ایک ہی جیسی محبت اور ہمدردی ہونی چاہیے۔ اگر خدا نخواستہ اولاد نا فرمان ہوگی یا اس کی بعض حرکتوں کی وجہ سے والدین کو تکلیف پہنچی تو اس کی وجہ سے ایسی سختی نہیں ہونی چاہیے کہ ان کو حصہ بخزہ سے محروم کر دیا جائے اور ساری جائیدادیں کسی ایک یا چند کودے دی جائیں۔

اللہ تعالیٰ والدین کو شریعت کی فہم عطا کرے۔ اور ان کو ہمیشہ اولاد کے درمیان عدل و مساوات کرنے اور سبھوں سے یکساں محبت کرنے کی توفیق دے۔ اسی طرح اولاد کو بھی یہ توفیق دے کہ وہ اپنے ماں باپ کے فرمانبردار ہو سکیں اور نا فرمانیوں سے بچیں۔ دونوں اپنے اپنے حقوق کی آگہی حاصل کر کے واجبات کی ادائیگی پر کار بند رہیں۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۳۰ کا)

ہفتہ واری تعلیمی و اصلاحی اجتماع کا انعقاد: اہل

حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں یہ ہفتہ واری دعوتی و اصلاحی اجتماع ہر سنیچر کو بلا ناغہ بعد نماز مغرب منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ایمانیات و عبادات اور اخلاقیات سے متعلق موضوعات پر خطاب ہوتا ہے اور سامعین کے سوالات کے جوابات کتاب و سنت کی روشنی میں دیئے جاتے ہیں۔ اس پروگرام میں مردوں کے ساتھ خواتین بھی شریک ہوتی ہیں۔ اس کی افادیت کے پیش نظر شرکاء کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی کے اجلاس

کا انعقاد: ہر قمری مہینے کی ۲۹ تاریخ کو مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی کی نشست اہل حدیث منزل واقع جامع دہلی یا اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی منعقد ہوتی ہے۔ جس میں صوبائی جمعیت کے ذمہ داران اور تنظیموں سے رابطے کئے جاتے ہیں اور ان سے ملی مستند و مصدقہ خبر کی روشنی میں رویت یا عدم رویت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور اسے ذرائع ابلاغ خصوصاً پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا پر نشر کیا جاتا ہے۔ مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی کا آخری اجلاس ۱۱ مارچ ۲۰۲۳ء کو اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں منعقد ہوا۔

مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کے دعوتی اور تنظیمی دورے اور جماعتی و ملی پروگراموں میں شرکت

☆ ۱۵ جنوری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے بعد نماز مغرب مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق خازن جناب اظہر وزیری کے صاحبزادے کا نکاح، انڈیا اسلامک کچلر سینٹر، نئی دہلی میں پڑھایا اور پر مغز خطاب کیا۔ بعد ازاں چھتر پور میں جناب نجم المولیٰ صاحب بہاری کے صاحبزادے کا نکاح پڑھایا اور موقع محل کے اعتبار سے پر مغز خطاب کیا۔

☆ ۶-۷ جنوری ۲۰۲۳ء

امیر محترم اور ناظم عمومی نے صوبائی جمعیت اہل حدیث آسام کی دوروزہ کانفرنس میں شرکت کی۔ پہلے دن ان کا مختصر سا خطاب ہوا اور دوسرے دن ناظم عمومی نے تفصیلی خطاب کیا اور امیر محترم نے مفصل صدارتی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر اضلاع کے ذمہ داران سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور دعوتی و تنظیمی مسائل پر تبادلہ خیال ہوا، متعدد اداروں کا دورہ ہوا اور اہل مدارس اور علماء کو نصیحت کی گئی۔ سابق خازن صوبائی جمعیت اہل حدیث آسام جناب ہاشم علی بیوپاری مرحوم کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر ان کے بچوں سے تعزیت کی گئی اور ان کے قائم کردہ مدرسہ اسلامیہ سلفیہ میں اساتذہ و طلباء، ذمہ داران اور اہل قریہ کے سامنے خطاب ہوا۔ نیز صوبائی جمعیت اہل حدیث آسام کے امیر مولانا مقصود الرحمن مدنی صاحب کے اسکول کریڈنس انٹرنیشنل اسکول (المعهد العالمی للغة العربیة والدراسات الاسلامیة) کمر گاؤں، کامروپ آسام کا بھی معائنہ ہوا۔

☆ ۱۳ جنوری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے مرکزی مسجد اہل حدیث چار بینار، بنگلور کے زیر اہتمام ایک روزہ عظیم الشان اہل حدیث کانفرنس میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت فرمائی اور تاریخ اہل حدیث پر پر مغز خطاب فرمایا۔ اس موقع پر متعدد جماعتی ذمہ داران و اخوان سے ملاقات ہوئی اور دعوتی و جماعتی امور پر گفتگو ہوئی۔ پھر وہاں سے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اجلاس میں شرکت کے لیے حیدرآباد روانہ ہوئے۔

☆ ۱۸ جنوری ۲۰۲۳ء

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اجلاس میں شرکت کے بعد وہاں احباب سے حیدرآباد و سکندرآباد کے حالات سنے اور ان کو نصیحتیں و ہدایتیں کیں۔

☆ ۱۹ جنوری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے ناگپور کا دورہ کیا اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب کی عیادت کی۔ واضح رہے کہ موصوف گذشتہ دنوں کافی علیل رہے۔ ان کے لیے دعائیں کرائی گئیں، بعد ازاں لوگوں کے شکریہ کے ساتھ ان کے حق میں بھی دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ صحت و ایمان کے ساتھ خازن صاحب کی عمر از فرمائے اور جمعیت و جماعت پر ان کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین

☆ ۲۷ جنوری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے ہریانہ کا دورہ کیا۔ جامع مسجد نوح کی زیارت کی، ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ مولانا عبدالرحمن سلفی صاحب کی عیادت کی اور احباب سے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال ہوا۔

☆ ۲۸ جنوری ۲۰۲۳ء

امیر محترم اور ناظم عمومی نے صوبائی جمعیت اہل حدیث کرناٹک و گوا کی زیر سرپرستی اور مسجد فاطمہ ابجدیٹ نوباغ، بیجا پور، کرناٹک کے زیر نگرانی ”دین رحمت کانفرنس“ میں شرکت کی اور ایمان افزا خطاب فرمایا۔

☆ ۶ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے معہد سناہل للبنات، تالباڑی، چھتر گاچھ، کشن گنج، بہار کے زیر اہتمام ”نور توحید کانفرنس“ میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

☆ ۷ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے ضلعی جمعیت اہل حدیث سپول کے زیر اہتمام ”محاسن اسلام“ کانفرنس میں بحیثیت صدر مجلس شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

امیر محترم نے جامعہ سلفیہ مفتاح العلوم، پیریا کمال میں تقریب ختم بخاری میں شرکت کی اور آخری درس دیا۔

امیر محترم نے معہد حفصہ للبنات، ارریہ اور مدرسہ مصعب بن عمیر چھوٹا باباوان، ارریہ کی زیارت کی اور اساتذہ و ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں۔

امیر محترم نے جامعہ سراج العلوم، بوٹدیہار، بلراپور کے جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت کی اور پر مغز خطاب فرمایا۔

☆ ۸ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے جامعہ اسلامیہ ریاض العلوم شکر پور، سپول، بہار کی تعلیمی کانفرنس، جلسہ دستار بندی اور منتقلی ابنائے قدیم میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت کی اور پر مغز خطاب فرمایا۔

☆ ۹ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے سپول اور ارریہ کے متعدد دینی تعلیمی اداروں کی زیارت کی

☆ ۱۰ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے اجلاس عاملہ میں شرکت کی۔

☆ ۱۱ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے ممبئی کا دورہ کیا، مدرسہ تعلیم الاسلام ہتھان باڑی، ملاڈ ایسٹ، ممبئی میں بعد نماز ظہر خطاب عام فرمایا۔ مغرب کے بعد ہوٹل میں احباب کے ساتھ تبادلہ

خیال ہوا۔ بعد ازاں جامعہ رحمانیہ کاندھلوی کے ذمہ داران کی دعوت پر جامعہ رحمانیہ کی زیارت کی، ذمہ داران اور اساتذہ سے ملاقات کی۔ بعد نماز عشاء مسجد و مدرسہ حمزہ، ملاڈ میں منعقدہ اجلاس عام میں بحیثیت صدر شرکت کی اور پرمغز خطاب فرمایا۔

☆ ۱۳ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے جامعہ اسلامیہ یوسفیہ، منٹڈیہ، گرڈیہ، جھارکھنڈ کے جلسہ دستار بندی میں شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا۔

☆ ۱۳ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے امیر محترم نے حیدرآباد کادور کیا اور بعض تقریبات میں شرکت کی۔

☆ ۱۳ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے اہل حدیث کمپلیکس میں منعقدہ سعودی عرب کی جامعات کے فارغین کی کور کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا اور آئندہ مئی ۲۰۲۳ء میں یہاں منعقد ہونے والے اجتماع سے متعلق مناسب مشورے دیئے۔

☆ ۱۵ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے متعدد علمی، سماجی اور ملی شخصیات سے ملاقات کے بعد لکھنوتشریف لے گئے، وہاں فجر کی نماز کی امامت فرمائی، بعدہ الٹا بازار، سدھارتھ نگر تشریف لے گئے وہاں جناب عبدالہادی صاحب کی صاحبزادی کا نکاح پڑھایا اور بہت عمدہ خطاب کیا اور ظہر کی امامت کی اور خطاب فرمایا۔

☆ ۱۷ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے مرکز امام احمد بن حنبل اور کلیہ خدیجہ الکبریٰ سکھویا، اتولہ، ضلع بلراپور، یوپی کے پروگرام میں شرکت کی اور پرمغز خطاب فرمایا۔ اسی روز الٹا میں ایک تقریب شادی میں شرکت کی اور نکاح پڑھایا۔

☆ ۱۸ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے تنظیمی پروگرام میں شرکت کی۔

☆ ۲۰ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے مدرسہ عربیہ خادم الاسلامیہ، ٹانڈہ بادی کے تکمیل حفظ قرآن کریم کے پروگرام میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت کی، خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں ناظم عمومی بھی شریک رہے۔

☆ ۲۱ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے مدرسہ نصیبین موہن پور، پاکوڑ جھارکھنڈ کے دعوتی اجلاس میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ اور اس موقع پر اہم جماعتی شخصیات سے ملاقاتیں ہوئیں اور متعدد دعوتی اور تنظیمی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

☆ ۲۲ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے سعودی ایبھسی کے زیر اہتمام یوم تاسیس کی تقریب میں شرکت کی۔

☆ ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے جامعہ اصلاح المؤمنین اور کلیہ ام حبیبہ للبنین والبنات برہیٹ، صانجنگ کی تقریب دستار فضیلت اور اجلاس عام میں شرکت کی اور ایمان افروز خطاب فرمایا۔

☆ ۲۷ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے جامعۃ الفرقان، فتح پور، اتر دیناچپور، بنگال کی ایک روزہ تعلیمی بیداری و اصلاح معاشرہ ”نیشنل کانفرنس“ میں بحیثیت صدر شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ اس موقع پر امیر محترم نے جامعہ محمدیہ فتح پور، اتر دیناچپور کی زیارت کی اور اساتذہ و ذمہ داران سے ملاقات و تبادلہ خیال ہوا۔

☆ ۲۸ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے جمعیتہ شبان المسلمین، بجرڈیہ، بنارس کے تعلیمی پروگرام میں شرکت کی اور خطاب عام فرمایا۔ اس موقع پر مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس کی زیارت کی اور اساتذہ کرام سے تبادلہ خیال ہوا۔

☆ ۲۹ فروری ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے جامعۃ المعارف الاسلامیہ، اسلام پورا، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی کے زیر اہتمام اجلاس عام دستار بندی میں بحیثیت مقرر خصوصی شرکت فرمائی اور پرمغز خطاب کیا۔ اس موقع پر اعظم گڑھ اور منو کے متعدد اساتذہ علم فن اور معزز جماعتی شخصیات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور تبادلہ خیال ہوا۔

☆ ۲ مارچ ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے علی پور دوامغربی بنگال کے ایک پروگرام میں شرکت کی اور صدارتی خطاب فرمایا۔

☆ ۴ مارچ ۲۰۲۳ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں امیر محترم اور دیگر ذمہ داران نے شرکت کی۔ اسی روز بعد نماز عصر تمام ذمہ داران کے ساتھ حالات حاضرہ کے موضوعات سے متعلق میڈیا سے خطاب فرمایا۔

☆ ۵ مارچ ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے جمعیتہ علماء ہند کے دفتر واقع آئی ٹی اونٹنی دہلی میں منعقد ایک ملی پروگرام میں شرکت کی۔ جس میں تمام مسلم تنظیموں کے سربراہان شریک تھے اور جس میں ملک و ملت کو درپیش مسائل پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اسی دن بعد نماز مغرب ہوٹل ریور یواوکلٹائی دہلی میں سعودی ایبھسی کے زیر اہتمام عمرہ پر جانے والے اشخاص کی الوداعی تقریب میں شرکت کی۔

☆ ۶-۷ مارچ ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے ۶ مارچ ۲۰۲۳ء کو مدرسہ تعلیم القرآن، چھپواڈیہ کے سالانہ دستار بندی اجلاس میں شرکت کی اور پرمغز صدارتی خطاب فرمایا۔ شب کو جھوم پورہ تشریف لے گئے جہاں قیام فرمایا اور احباب سے ملاقات کی۔ ۷ مارچ ۲۰۲۳ء کو

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو سائزہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات و کاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معابد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ناظم کا، امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ و سائزہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبہ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ’جریدہ ترجمان‘ (اردو)، ماہنامہ ’اصلاح سماج‘ (ہندی)، نیز ماہنامہ ’دی اسپرل ٹوتھ‘ (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایا جات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی و ضلعی جمعیت و معروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف و اضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کر لیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج و دی اسپرل ٹوتھ کے بقایا جات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

چوڑا تشریف لے گئے۔ احباب سے ملاقات کی اور مختصر خطاب فرمایا۔ بعد ازاں بریل تشریف لے گئے۔ وہاں مسجد کے لئے خریدی گئی قطع ارضی کا معائنہ کیا احباب سے ملاقات کی اور پر مغز خطاب فرمایا۔ پھر وہاں سے جام دلک تشریف لے گئے۔ احباب سے ملاقات کی اور خطاب فرمایا۔ پھر وہاں سے مولانا گوڑا کا دورہ کیا۔ احباب سے ملاقات کی اور خطاب فرمایا۔ بعد ازاں جینت گڑھ، سنگ بھوم جھارکھنڈ تشریف لے گئے۔ احباب سے ملاقات کی اور خطاب فرمایا۔ جھوم پورہ واپس لوٹے اور مدرسہ فاطمہ الزہراء اللبنات کے سالانہ پروگرام میں پر مغز صدارتی خطاب فرمایا۔

☆ ۱۸ مارچ ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے مختلف ملی، سیاسی اور سماجی تنظیموں کے ذمہ داران سے ملاقات کی اور ملک و ملت کے حالات پر ملی سربراہان کے ساتھ تبادلہ خیال فرمایا۔ اسی روز بعد نماز مغرب مرکزی جمعیت کے مرکزی دفتر جامع مسجد دہلی میں منعقد ائمہ و متولیان کے مشاورتی اجلاس میں شرکت فرمائی۔ جس میں دیگر ذمہ داران بھی شریک تھے۔

☆ ۱۹ مارچ ۲۰۲۳ء

امیر محترم میرٹھ تشریف لے گئے جہاں کلیہ فاطمہ الزہراء اللبنات کے سالانہ پروگرام میں صدارتی خطاب فرمایا۔ اور اس موقع پر جماعت کی بزرگ شخصیت حافظ سلیمان میرٹھی صاحب سابق امیر صوبائی جمعیت مغربی یوپی سمیت دیگر اہم جماعتی شخصیات سے ملاقات ہوئی۔ پھر وہاں سے خندق تشریف لے گئے اور جہاں جناب سرتاج احمد صاحب وغیرہ اخوان سے ملاقاتیں ہوئیں اور تبادلہ خیال ہوا۔ پھر وہاں سے مدرسہ تعلیم الاسلام سوسلا تشریف لے گئے جہاں آپ نے صدارتی خطاب فرمایا۔ احباب جماعت سے ملاقات ہوئی اور نصاب تعلیم اور تعلیم و تربیت میں ترقی وغیرہ موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا۔ اس سفر میں ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب بھی آپ کے ہمراہ رہے۔

☆ ۱۱ مارچ ۲۰۲۳ء

امیر محترم ملی تنظیموں کے مشاورتی پروگرام میں شرکت کے لئے مغربی بنگال کے ہملٹن شہر تشریف لے گئے جہاں ملک و ملت کو درپیش مسائل پر تبادلہ خیال ہوا۔

☆ ۱۲ مارچ ۲۰۲۳ء

امیر محترم نے صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے امیر مولانا عبدالستار سلفی صاحب کے جنازے میں شرکت کی اور جنازے کی نماز پڑھائی۔ اس موقع پر ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

☆ ۱۳ مارچ ۲۰۲۳ء

امیر محترم کی میڈیا والوں کے ساتھ ایک اہم نشست ہوئی جس میں رمضان المبارک اور امن و امان وغیرہ مسائل پر آپ نے انٹرویو دیا۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر تقریباً پورے ملک سے اراکین عاملہ و ذمہ داران صوبائی جمعیت کی شرکت ملکی و ملی مسائل سے متعلق اہم فیصلے

دہلی۔ ۲۰ مارچ ۲۰۲۳ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے معزز اراکین عاملہ، ذمہ داران صوبائی جمعیت اور مدعوین خصوصی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

امیر محترم نے اجلاس میں خیر مقدمی کلمات کے بعد جامع ترین تذکیری و توجیہی خطاب فرمایا اور عقیدہ توحید کی اصلاح، اتباع کتاب و سنت، تقویٰ و طہارت، اتحاد و یکجہتی، اخوت و بھائی چارہ، حسن اخلاق اور اعتدال و وسطیت کی اہمیت و ضرورت اور معنویت پر روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز روشن تعلیمات سے برادران وطن کو روشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا۔ مزید برآں ہر طرح کی دہشت گردی، بد امنی و مذہبی منافرت اور اشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر و ضبط، ہمت و حوصلہ، حکمت و دانائی کے ساتھ خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے مرکزی جمعیت کی کارکردگی رپورٹ پیش کی جس کی شرکاء اجلاس نے توثیق کی۔ اس کے بعد ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے جمعیت کے حسابات پیش کیے جس پر ہاؤس نے اطمینان و اعتماد کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور مستقبل میں دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی، رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو ہمیز دینے پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارتوں کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کی قرارداد میں عقیدہ توحید کو امت و انسانیت کی کامیابی کی ضمانت قرار دیا گیا ہے۔ اس کو وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے معاشرے میں اسلام کی تعلیمات کے نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دینے کی اپیل کی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں صبر و استقامت اور امن و قانون کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے کتاب و سنت کی تعلیمات کو حوزہ جان بنانے کی اپیل کی گئی اور سماجی برائیوں شراب نوشی، قمار بازی، رشوت ستانی، معاشی استحصال، جہیز، توہم پرستی کی صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مجلس عاملہ کے اس اجلاس میں بعض ریاستوں میں

یکساں سول کوڈ کے نفاذ پر اظہار تشویش کرتے ہوئے حکومت سے نظر ثانی اور حکومتوں سے وطن عزیز میں روز بروز بڑھتی مہنگائی پر قابو پانے کی اپیل کی گئی ہے۔ اسی طرح سے قرارداد میں مذہبی و سماجی، علاقائی منافرت اور معاشرہ کو بانٹنے کے طرز عمل کی مذمت کرتے ہوئے ایسے عناصر پر قدغن لگانے کی اپیل کی گئی ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں عبادت گاہ تحفظ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے تحت جامع مسجد وار اسی، مٹھرا کی عید گاہ اور دہلی کی سنہری مسجد اور دیگر عبادت گاہوں کو ان کی اصلی حالت پر باقی رکھنے اور ان کو تحفظ فراہم کرنے اور ہلدوانی میں متاثرین کو مالی معاوضہ دینے، ان کے ساتھ انصاف کرنے اور اصل مجرمین کا پتہ لگا کر سزا دینے کی اپیل کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں قوانین میں ترمیم کے حوالے سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کی شدت سے ضرورت محسوس کرتے ہوئے عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ امن و امان کو ہر حال میں قائم رکھیں اور اس سلسلے میں کوئی ایسا رویہ نہ اختیار کریں جس سے امن و قانون کا مسئلہ پیدا ہو۔ اسی طرح سے ملک و ملت اور جماعت کی سرکردہ شخصیتوں کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے امیر معروف

عالم دین مولانا عبدالستار سلفی صاحب کا انتقال پر ملال

دہلی، ۱۰ مارچ ۲۰۲۳ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے امیر اور الکلیہ التزییہ للبنات مدھوپور، جھارکھنڈ کے مدیر معروف عالم دین مولانا عبدالستار سلفی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک و ملت اور جماعت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا عبدالستار سلفی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بڑے خلیق و ملنسار، متواضع، علم دوست، علماء کے قدردان، جماعتی و ملی غیرت سے سرشار، مہمان نواز اور اچھے انسان تھے۔ جماعتی و ملی اور سماجی کار سے کافی دلچسپی رکھتے تھے اور جماعت کے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ مرکزی جمعیت کی مجالس عاملہ و شوروی کے رکن تھے اور جمعیت کی آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسوں، سیمیناروں، سیمپوزیوں، اجلاسہائے عام، دورات تدریسیہ برائے ائمہ، دعا و معلمین اور مسابقات حفظ و ترویج و تفسیر قرآن کریم کے مواقع پر اہم ذمہ دار یاں نبھاتے اور فعال کردار ادا کرتے تھے۔ جمعیت کی آل انڈیا کانفرنسوں اور دیگر اہم پروگراموں کے مواقع پر اہم ملی شخصیات اور سربراہان تنظیمات سے ملاقات کر کے ان کو مدعو کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے استقبال کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے تھے۔ اسی طرح جمعیت کی کانفرنسوں اور قومی یک جہتی پر مبنی پروگراموں میں دیگر

ماہ رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا

دہلی: ۱۱ مارچ ۲۰۲۴ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث روایت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱ مارچ ۲۰۲۴ء بروز سوموار بعد نماز مغرب اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلاء، نئی دہلی میں مرکزی اہل حدیث روایت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور روایت ہلال ماہ رمضان ۱۴۴۵ھ کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے۔ چنانچہ اکثر صوبوں سے روایت عامہ کی مصدقہ و مستند خبریں موصول ہوئیں۔ بنا بریں مرکزی اہل حدیث روایت ہلال کمیٹی دہلی نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ کل مورخہ ۱۲ مارچ ۲۰۲۴ء کو ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہوگی۔ ان شاء اللہ

☆☆

ہیڈ کوارٹر کی سرگرمیاں:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام

دہلی کے ائمہ و متولیان مساجد کا ایک اہم مشاورتی

اجلاس: مورخہ 8 مارچ/2024ء کو بعد نماز مغرب زیر صدارت فضیلۃ الشیخ

اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، مقام اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی منعقد ہوا جس میں پوری دہلی سے مساجد اہل حدیث کے ائمہ و متولیان بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ اس موقع پر عالم اسلام کی مقتدر علمی و تحقیقی شخصیت اور سرپرست جمعیت ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار فریوئی حفظہ اللہ، نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند حافظ محمد یوسف صاحب حفظہ اللہ، سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی حافظ شکیل احمد میرٹھی صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رسائل و جرائد کے پرنٹر و پبلشر حافظ محمد طاہر حنیف سلفی صاحب، مولانا عزیز الرحمن سلفی صاحب جوشی کالونی، ایڈووکیٹ مہر الہی صاحب، صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے نائب ناظم مولانا ندیم احمد سلفی صاحب وغیرہ اہم شخصیات موجود تھیں۔ اس مشاورتی اجلاس میں امیر محترم نے ائمہ کرام کو موجودہ حالات کے تناظر میں بہت ہی قیمتی نصیحتیں کی، ان کو ان کے منصب اور مقام کی یاد دہانی کرائی اور ان کے کرنے کے جو حقیقی کام اور میدان ہیں ان کی بھی نشاندہی فرمائی۔ ساتھ ہی ملک و ملت اور انسانیت کی تعمیر و ترقی، امن و شانتی، اخوت و خیر سگالی، قومی یک جہتی و فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ اور عقیدہ توحید کی نشر و اشاعت، اصلاح معاشرہ اور رجوع الی الکتاب والسنۃ کے تئیں ان کا کیا کردار ہونا چاہیے اس کی طرف بھی ان کی توجہ مبذول فرمائی۔ اس موقع پر سرپرست جمعیت ڈاکٹر عبدالرحمن فریوئی صاحب، نائب ناظم حافظ محمد یوسف اور حافظ شکیل میرٹھی صاحب وغیرہ نے بھی مختصر ناصحانہ گفتگو فرمائی۔

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

مذاہب کے دھرم گرووں خصوصاً برندا بن اور متھورا کی اہم مذہبی شخصیات کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے مسلسل کوشاں رہتے تھے۔ جمعیت کی مینٹنگوں اور روایت ہلال کمیٹی وغیرہ کے اجلاسوں میں پابندی سے شرکت فرماتے تھے۔ ہر بانہ و مغربی یوپی وغیرہ صوبہ جات کے دعوتی و اصلاحی جلسوں میں مرکزی وفد کے رکن رکین ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح دیگر تنظیموں کے متنوع اور مختلف دینی و ملی پروگراموں میں شریک مرکزی وفد رہتے اور کبھی سربراہ وفد کی حیثیت سے نمائندگی فرماتے تھے۔ الغرض مرکزی جمعیت کی ہر آواز پر حتی المقدور لبیک کہتے تھے۔ کسی بھی طرح کی چھوٹی بڑی ذمہ داری کو عاری یا وقار کا مسئلہ نہیں بناتے تھے۔ ملک و بیرون ملک سے آنے والے علمائے کرام اور معزز شخصیات کے استقبال کے علاوہ ان کی مہمان نوازی بھی فرماتے اور ان کی مہمات سفر کو سہل اور سر کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ نیز بہت سے نزاعات اور اختلافات کو رفع کرنے میں مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کے ہمراہ یا ان کے حکم اور اشارے پر اپنی صلاحیت بھر اپنا بھر پور کردار ادا کرتے تھے۔ اپنے اساتذہ کا بھرپور احترام کرتے اور اپنے زلماء و اصحاب سے تعلق خاطر رکھتے اور ان کے ساتھ محبت بھرا رشتہ بنائے رکھنے کا ہنر خوب جانتے تھے۔ مرکزی جمعیت کے حالیہ اجلاس عاملہ منعقدہ 4 مارچ/2024ء میں بھی شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے، دینی و دعوتی، جماعتی اور تعلیمی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، ان کو جنت الفردوس کا ملین بنائے، جملہ پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جمعیت و جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

پریس ریلیز کے مطابق مولانا عبدالستار سلفی بن محمد اسلام صاحب کا تعلق اصلا ڈومریا، جامتاڑا، جھارکھنڈ سے تھا۔ لیکن دہلی کی جوشی کالونی میں اقامت پذیر تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم علاقے میں ہوئی۔ عربی درجات کی تعلیم جامعہ سراج العلوم جھنڈا انگریزیال اور جامعہ سراج العلوم بونڈ بہار یوپی سے حاصل کی۔ اور جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ایک مدت تک مرکزی جمعیت کے بعض اہم شعبوں میں بحیثیت کارکن اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ اس دوران بہت سے نشیب و فراز آتے رہے، لیکن آخر کار اپنی نیک طبیعت اور بڑوں کے پاس و لحاظ کے مد نظر سر تسلیم و رضا شرم کر دیتے تھے۔ دہلی میں آپ کا ذاتی بزنس تھا، کافی دنوں سے شوگر کے مریض تھے۔ ان دنوں دہلی کے سفر پر تھے۔ افسوس کہ آج صبح ہندوستانی وقت کے مطابق صبح تقریباً پانچ بجے بسبب ہارٹ ایکٹیم تقریباً 65 سال داعی اجل کو لبیک کہ گئے۔ پسماندگان میں اہلیہ، تین صاحب زادے عزیزم جاوید، عبد الرحمن اور ایڈووکیٹ عبدالکریم اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران و کارکنان نے بھی مولانا کے انتقال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی مغفرت اور بلند درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

اعلان داخلہ

المعهد العالی للتخصص في الدراسات الاسلامية

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائئی دہلی میں قائم اعلیٰ تعلیمی و تربیتی ادارہ
”المعهد العالی للتخصص في الدراسات الاسلامية“ میں نئے تعلیمی کلینڈر (2024-2025) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

۲۰ اپریل ۲۰۲۴ء مطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ بروز ہفتہ تا ۲۴ اپریل ۲۰۲۴ء

مطابق ۱۴ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ بروز بدھ داخلہ لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

شرائط داخلہ:

• امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔ • دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ • آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ • فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ • جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ و السلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔ • اسلامی وضع قطع کا پابند ہو۔ • لیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو۔ • مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ • تحریری و تقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔ داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

• خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ • دعوت و افتاء کی عملی مشق۔ • مقالات و بحث لکھنے کی تربیت۔ • انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست۔ • علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب۔ • ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ • وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ • ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ۔ • بہترین رہائشی انتظامات۔ • ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ • مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر و مراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ • کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: ۱۵ اپریل ۲۰۲۴ء

اپنی درخواست مع تصدیقات و نقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

”المعهد العالی للتخصص في الدراسات الاسلامية“

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔ ۲۵، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

فون نمبر:- 9213172981, 09560841844, 011-26946205, 23273407، موبائل:

شعبہ تعلیم و تربیت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

رمضان المبارک کے موقع پر اپنے صدقات و خیرات کا ایک حصہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف و مقاصد کی روشنی میں منصوبوں اور عزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔ اس کی دعوتی و تبلیغی، تعلیمی و تربیتی، علمی و تحقیقی، تحریری و صحافتی اور رفاہی و سماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمیناروں، کانفرنسوں اور مسابقوں کا انعقاد، مختلف زبانوں میں جرائد و رسائل کی طباعت، تفسیر، حدیث نیز اہم ترین دینی و تربیتی اور نصابی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہو رہا ہے۔ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی کے عظیم تعمیراتی پروجیکٹ کی دوسری منزل اور اہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی کی چوتھی منزل کی تسکین (چھت کی ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے۔ جن کی وجہ سے جمعیت کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین و مخلصین کے تعاون سے ہی انجام پارہے ہیں۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں، پھر اپنے محسنین و مخلصین کے بھی، جنہوں نے کسی نہ کسی ناچہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا ہے اور اس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین و مخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اور تعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔ اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ڈرافٹ یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk Branch
(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند